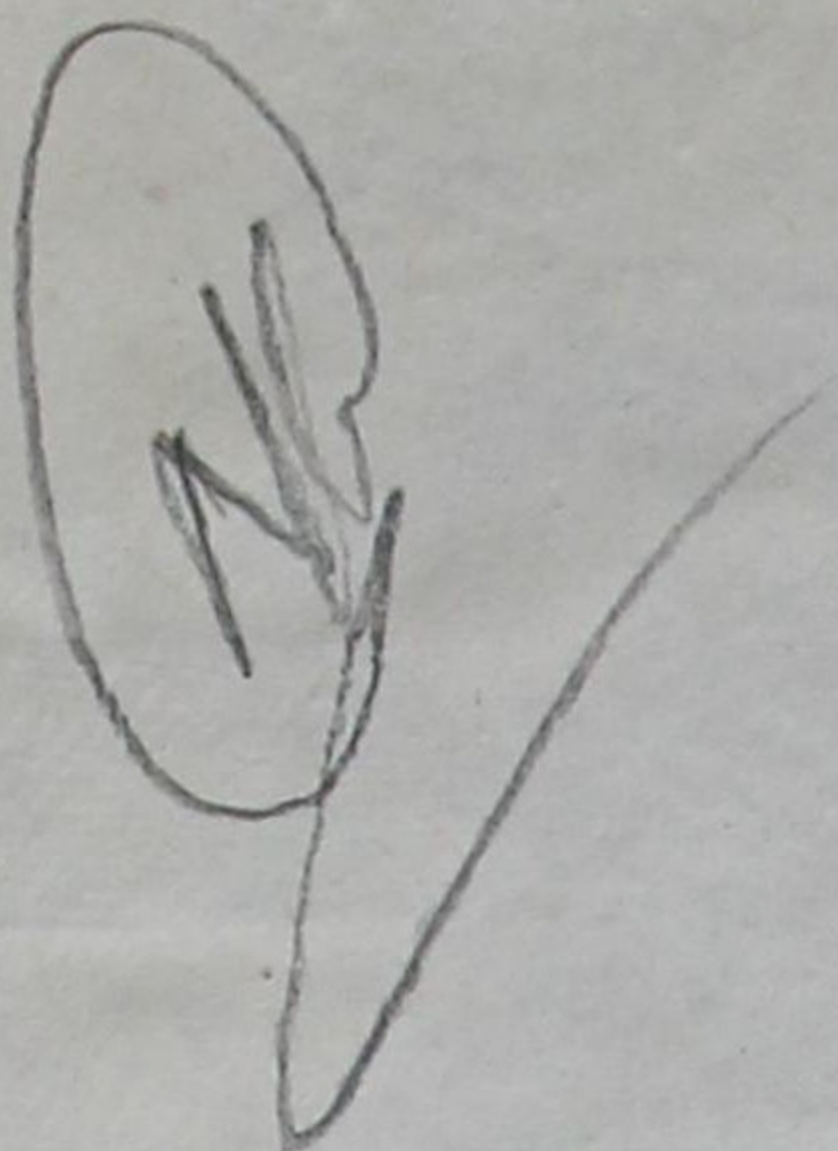


0182



cont. by

Green

01

Ans 7K

[illegible]

Date _____

Acc. No.

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of .06 P. will be levied for each day, if the book is kept beyond that day.



اِسْمُ النُّقُوتِ الْخَيْرِ

۱۱۶۸۵
۱۲

عَرَفَةُ ابْنِ مُحَمَّدٍ

سَيِّدُ يُونُسَ



مُصَنَّفَةٌ

سَيِّدُ أَحْمَدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي

مَطْبُوعَةٌ بِرِيسَ جِدَا بَادِدُ

شعبان المعظم
۱۳۰۴

دور دوم

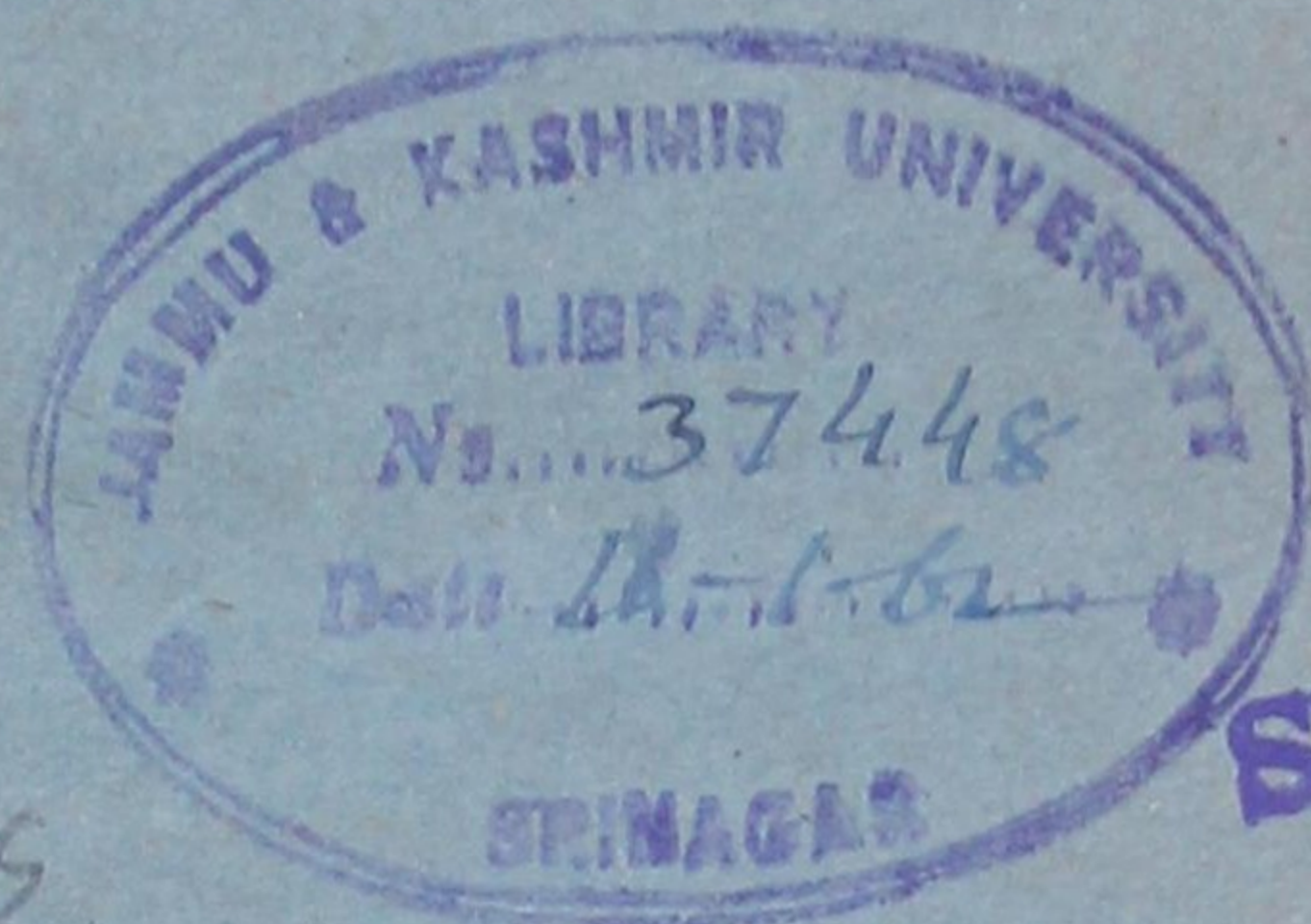
بار دوم

AMU

249

~~1918221~~

~~2021~~



ST 01

114

کتاب

249

CHECK



بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ

خلاق عالم کی عجب حیرت خیز حکمت ہے، ہر چیز میں دو
متضاد کیفیتیں و دینیت کی گئی ہیں، آدمی زادہ ہی طرفہ معجون
نہیں، بلکہ ہر شے اصلاح و خرابی، نور و ظلمت، موت و حیات،
خوف و رجاء، خیر و شر، لطافت و کثافت، روح و مادیت،
عیب و ہنر، نقص و کمال، جلال و جمال کا مجموعہ ہے۔
لیکن افسوس تو یہ ہے کہ سطحی نگاہیں سطح سے اگے متجاوز
نہیں ہوتیں اور عیب جو نظریں عیب ہی میں الجھ کر رہ جاتی ہیں،
یاں جو آتا ہے بے ہنر آتا ہی ہر فرد بشر ہرہ شر آتا ہے
میری آنکھوں کی تنگ چشمی ^{بائی} صورت میں فقط خال نظر آتا ہے
، نچوں لودہ دست و تیغ غازی ماندہ بے تحسین
تو اول ریب اسب و زینت برگستواں بینی

کائنات کا ہر ذرہ ذو معین ہے۔

چوں از گشتی ہمہ چیز از تو گشت چوں از گشتی ہمہ چیز از تو گشت

شاعری، موسیقی، مصوری، فنون لطیفہ ضرور ہیں، مگر نا اہلوں کی کثیف سے بھی کثیف تر بنا دیا ہے۔ مجھ سب سے شعور بھی شعر کہتا ہے

ہر لڑکا گلیوں میں گاتا پھرتا ہے۔ مکتب کے بچے بھی تصویر بناتے

ہیں، وزن کے اعتبار سے شعر، سخن کے اعتبار سے راگ، آنکھ

ناک کے اعتبار سے تصویر تو ضرور ہے لیکن کوئی صاحبِ فن

کیا ان کو فنون لطیفہ میں شمار کر سکتا ہے۔

نہ ہر کہ چہرہ برا فروخت لبری داند نہ ہر کہ آئینہ دار و سکندری داند

نہ ہر کہ طرف کلج نہاد و نشت کلاہ داری آئین سروری داند

نہ ہر کہ تیر تیرا شد قلندری نہ ہر کہ تیر تیرا شد قلندری

شعر ہو یا راگ، جب تک سامع کو بے خود نہ کر دے

بار و فطرت میں حرارت نہ پیدا کر دے، قدیم کافر کو مسلمان نہ بنا دے

کثیف مادے میں لطیف روح نہ پھونکدے۔ فنون لطیفہ میں
شمار نہیں کئے جاسکتے ہر شعر ایک مکمل راگ یا تصویر ہوتا ہے
جس طرح تصویر میں مصور کو ہر عضو اپنی اپنی جگہ خوبی اور موزونیت
کے ساتھ بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسی طرح شاعر کو بھی ہر لفظ اپنے اپنے مقام پر بغیر کسی تعقید کے
رکھنا پڑتا ہے۔ اس ترتیب کے قطع نظر، تناسب اور توازن بھی
ضروری اور لازمی چیز ہے۔

اگر ناک کی جگہ ناک تو بنائی جائے مگر اصل صورت کے
اعتبار سے بڑی یا چھوٹی کر دیجائے تو تعداد اجزاء کے اعتبار سے
تصویر مکمل تو ہوگی۔ مگر مضحکہ خیز۔ اسی طرح موزوں نظم بھی اپنی
بدظمیٰ اور غیر مناسبت اور ثقیل الفاظ، اور دور از فہم استعارات
اور تلمیحات کی وجہ سے شعر گفتن چہ ضرور بود کامصداق
ہو جاتی ہے۔

جب تک اصل فطرت فِطْرۃ اللہ الّٰتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا
 اظہار مافی الضمیر پر مجبور نہ کرے اور ذوق طبعیت متقاضی ہو
 قافیہ روایت کے بل پر شعر کہنا، نقالی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا
 ہماری شاعری کیا شاعری کی نقل کرتے ہیں۔

شاعری نہ ضروریات زندگی میں داخل ہے، نہ واجبات دینی میں
 اس کے پیچھے وقت خراب کرنا اور، فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهْمُوْنَ کامیاب
 بننا وقت کی قدر کرنے والوں کے لئے تو مناسب نہیں ہے
 حدیث شریف میں ہے :-

اشعار سے پیٹ بھرنے کی بہ نسبت پیپ سے پیٹ بھرنے
 اچھا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس جگہ اشعار سے، مخرب اخلاق
 لغو، اور لا حاصل اشعار مراد ہیں۔ نظم ہو یا نثر، تقریر ہو یا تحریر،
 اُس کا کچھ نہ کچھ حاصل ہونا چاہیے، دینی یا دنیوی خود اپنے لئے
 یا غیر کے لئے جس نظم و نثر میں اس امر کا لحاظ نہ ہو اور محض قافیہ پیمانی

مشق

اور خامہ فرسائی کجائے۔ بازیچہ اطفال ہے۔ جس کی تعبیر

ابتدائی سے کیجا سکتی ہے کہ لکھا اور مٹا دیا۔

الف۔ بعض شعر تو ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں محض موزونیت کے

سوا کوئی اور بات ہی نہیں ہوتی۔ جس کو لوگ واقعہ نگاری

سمجھتے ہیں۔

دندان تو جملہ دردہا نند چشمان تو زیر ابرو نند

ب۔ بعض اشعار میں محض جدت طرازی اور لغو مبالغے

ہوتے ہیں لیکن نتیجہ کچھ نہیں۔

ج۔ بعض اشعار مضمون کے اعتبار سے اچھے تو ہوتے ہیں

مگر الفاظ کا لباس معانی کے جسم پر بہت تنگ اُترتا ہے۔ خواہ

مخواہ معنی پیدا کر نیکی لئے جبری تاویلیں کرنی پڑتی ہیں پھر بھی

تبعین کے ساتھ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس کا صحیح مضمون کیا ہے

اور شاعر کا مافی الصنمیر کیا؟

۵۔ بعض اشعار میں محض لفظی رعب اور ظاہری نمایاں ہوتی ہے
 اور سطوت الفاظ خواہ مخواہ سادہ فطرت کو مرعوب بنا دیتی ہے۔
 لیکن معنوی پہلو دیوار مقبہ یا شاخ زعفران کا اثر پیدا کرتا ہے
 کہ خوان عنکبوت آسا سراپردہ زدہ بیروں
 دروں ویرانہ و برخواں گس بیند بریانش
 بعض لطافت لفظی کے قائل ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ شاعری
 صرف موزونیت اور صحیح قوافی اور ردیف کے استعمال کا نام ہے۔
 ایطانہ ہو، اکفانہ ہو۔ وزن بحر درست ہو بس شعر پورا ہو گیا،
 اور اسی کا نام لطافت ہے۔
 لیکن اکثر طبقہ لطافت معنوی کی طرف مائل ہے۔ بلند معانی
 کی موزونیت میں لفظی اصول کی چنداں پروا نہیں کی جاتی؟
 عیوب قافیہ کا خیال، بلند خیال کا قافیہ تنگ نہیں کر سکتا۔
 کہ گورکشگان باشد بخواند وہ بیروں لیکن اندون باشد بشک آلودہ رخسار

نہ چوں مانی دُرُں صفر بَرِیں از گنجش کہ بَیرونِ چو صد عورت دُرُں از گہر کا نش

اس کا تصفیہ کہ صورت اہل جوہر ہے یا سیرت، صاحبان

بصیرت سے مخفی نہیں ہے ۵

بچشم و گوش و ہاں آدمی نباشد شخص کہ بہت صورت یوار راہیں مثال

حقیقت نگار شاعر کو سطحیات کی طرف کم توجہ ہوتی ہے
اور صنائع و بدائع ظاہری اور لفظی نمائش کے حدود سے اُس کا

خیال ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے۔

شاعر کو اپنے کامل جذبات کے اظہار کے لئے بعض اوقات

قدیم قیود رسمی اور فرضی کو توڑ دینا پڑتا ہے۔

مست کی شان یہ ہے کہ سر و دستار سے بے خبر رہے۔

جس قدر سر و دستار کی طرف توجہ ہوگی اُس کے کمال ہستی میں

اُسی قدر فرق آجائے گا۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ :-

ایک شاعر بشرطیکہ وہ حقیقی شاعر ہو اظہار جذبات میں مخدوف

صفت ہوتا ہے، اُس میں ایک خاص جوہر ہوتا ہے جس کو وہ خود بھی نہیں سمجھتا کیونکہ اُن معانی کی مہین کوئی اور ہی تو ہوتی ہے جو اُسے ایسا کہنے پر مجبور کرتی ہے۔ وہ کوئی فرشتہ ہوتا ہے جو اپنی کیفیت کو ایک انوکھے رنگ میں گاتا ہے اور اپنے دکھ درد کو ایک مہم زبان میں ادا کرتا ہے۔

وہ ہمیشہ ایسی زبان میں باتیں کرتا ہے جو نہایت عجیب و غریب اور پراسرار ہوتی ہیں اور ایسے مکاشفات بیان کرتا ہے کہ عام دنیا والے اُسکو سمجھ نہیں سکتے۔ اُسکی ضمیر کی سچی آواز اور حقیقی صدا اس کو روح القدس کا ہمنوا بنا دیتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (جب تک حَسَّان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کفار کو جواب دیتے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فخر کرتے ہیں) خدائے پاک روح القدس کے ذریعہ سے اُن کی تائید فرماتا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ شاعر جب تک حقیقت نگار
اور صداقت شعار ہو خدائے پاک روح القدس کے ذریعہ اُس کی تیار
فرماتا ہے۔

ہندوستان کا چھوٹے سے چھوٹا مقام بھی کوئی ایسا نہ ہوگا
جہاں شاعر نہ ہوئے ہوں یا اس وقت موجود نہ ہوں مگر حیدری
شاعر ایسے ہوئے ہیں جو صحیح معنی میں شاعر کہے جاسکتے ہیں۔
جیسے میر تقی میر درد۔ اکبر الہ آبادی۔ ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹگور
ٹگور کی بعض مشہور تصانیف کے ترجمے اردو زبان میں میں نے
پڑھے ہیں اور ان کی لذت میں گھنٹوں بلکہ دنوں مستغرق اور بخود
رہا ہوں۔

علی العموم گتیاں جلی اور علی الخصوص حیدری کی تاثیر اور دلاوری
حد بیان سے باہر ہے قابل مترجم قابل تعریف ہے کہ دوسرے کے
جذبات اور غیر زبان کے مطالب کو نہایت دل کش اور مؤثر

طرزِ ادائیگی اور کیا ہے۔ سبحان اللہ و مجدہ۔ معمار کوئی نئی چیز نہیں
پیدا کرتا بلکہ اسی مٹی گارے کو جو پہلے سے موجود ہوتا ہے۔
سلیقہ سے چن دیتا ہے۔

صورت کرتے پتھر تراش کر بت نہیں بناتا بلکہ بت اس میں پہلے سے
موجود ہوتا ہے مجسمہ ساز پتھر کی عارضی چادر کو اس کے چہرے
اٹھا دیتا ہے۔

اسی طرح خرقہٴ آجکل میں بھی کوئی فلکِ اطلس کا
پیوند نہیں ہے۔ علی العموم وہی پھٹے پرانے بوسیدہ گرے پڑے
ٹکڑے ہیں جن کو جوڑ جوڑ کر میں نے گڈری بنالی ہے۔ ایمان کی
سردھری کے وقت کبھی اور صلیتا ہوں کبھی بچھا لیتا ہوں
اور اپنے سچے دوستوں کو بھی اس میں سمیٹنے کی کوشش کرتا ہوں
کہ وہ درویشِ درگیمے نجسیندِ محبت اور صداقت کا ایک
سوکھا ٹکڑا بھی تکلف کے آوانِ نعمت سے کہیں زیادہ

لذیذ ہوتا ہے ۔

اور مصنوعی اظہار محبت کی نسبت ایک خاموش مایوس

نگاہ بہت گہرا اثر ڈالتی ہے ۔

ناظرین میں ایک شخص بھی اس سے کچھ فائدہ حاصل کر سکے

یا کسی کے بے چین دل کو دورہ بھر بھی سکین حاصل ہو تو اس

خرقہ دوزی کا منشا پورا ہو جائے گا ۔

اللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

آحمد حید آبادی

موجودہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۴۲ھ

پیشو

[illegible]

شاعری

نغمہ کا ہے شوق سخن اور وہ نہیں
لازم ہے کہ آہ بھی لبوں سے اگلے

کس کام کا وہ رنگ نہ ہو جو ہمیں
جس نے میں نشہ نہیں وہ نے کیونکر ہو

وہ علم ہی کیا کہ جس میں عرفان نہ ہو

ایمان ہی وہ کیا، نہو الفت جسمیں

وہ شعر ہی کیا، کہ جسمیں جذبات نہ ہوں

الحق کہ سخن کی جان ہی سوز نہا

ہر چند عوام شاعری کہتے ہیں

ہاں ہوش ربائے الوالہا بایہ شعر

ہر مرتبہ آئینہ دل دھلتا ہے

اس طرز میں حمد کی، کہ محمود ہیں

اک آہ ہی، شاعری کا مقصود نہیں

بے معنی ہی وہ ہیں کہ نہ تو جس میں

جس نے میں صدا نہیں وہ نے کیونکر ہو

عرفان وہ کیا کہ جس میں ایمان نہ ہو

الفت ہی وہ کیا، نہو صداقت جسمیں

وہ پیری کیا، جسمیں کرامات نہ ہوں

جب عشق نہیں تو حسن میں حسن کہا

ہم تو اسے عین ساحری کہتے ہیں

عرفان ستارہ ہی تو مضر ہے شعر

کانٹا کانٹا نگاہ میں ملتا ہے

میں شاعری کو مراقبہ کیوں نہ کہوں

شاعر اسرار غیب سے ماہر ہے

ہاں شعر بہ حق پسند سر دھنتے ہیں

شاعری صدا ہے رہنما کی آواز

ہر بزم طرب کی ہاں ہو شعر سے

ہو حسن کی ساری زندگانی اس سے

تسخیر ہے سحر ہے کہ اعجاز ہو شعر

حال دل صوفیاں سنوارا اس نے

اجتہاد حب تک نہ طبیعت حاضر

کیوں فن لطیف کی تباہی کیجئے

کیا فکر ہے کوئی قدردان ہو کہ نہ ہو

اللہ مسرت حقیقی دیدے

ہر فکر میں باب معرفت کھلتا ہے

جو عارف کامل ہو وہی شاعر ہے

شاعری زبان سے صوت حق سنیتے ہیں

اس خلق سے آتی ہے خدا کی آواز

موسیقی کی ساری آبرو شعر سے ہے

ہو عشق کی نبض میں روانی اس سے

ہو نغمہ کن جس میں یہ وہ ساز ہو شعر

اجمیر میں زندہ دل کو مارا اس نے

ہوتی نہیں شاعری کسی کی خاطر

کیا ظلم ہوا کہ داد خواہی کیجئے

جھوٹی دنیا میں غرور شان ہو کہ نہ ہو

ہم زندہ رہیں نام و نشان ہو کہ نہ ہو

اے حضرت شیخ! اپنی خبر لو پہلے واسن خود موتیوں سے بھر لو پہلے
دنیا میں کوئی قدر کرے یا نہ کرے تم آپ تو اپنی قدر کر لو پہلے

دنیا نہیں اپنی کامرانی کے لئے
مجلس یہ نہیں مرثیہ خوانی کے لئے
جب ماقَدَرُ اللہ خدا کہتا ہے
کیا روتے ہو اپنی قدر دانی کے لئے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ہر جزو کو اپنے کل سے اک نسبت ہے کثرت میں گرا اتفاق ہو وحدت ہے
 ہر عضو کے حسن پر ہے تعریف مری افعال جوارح پر ہے توصیف مری
 ہر عضو کے، فعل سے منسوب ہو گیا سر سے پات تک ہر اک کا مطلوب ہو گیا
 بحر متلاطم ہے ہر اک قطرہ خوں ہر جزو بدن کہتا ہی میں ہوں میں ہو گیا
 ہر جزو یہ کہہ رہا ہے آمجد ہوں میں ہر سنگ کا دعویٰ ہی زبرد ہوں میں
 اپنی ہی ہر اک مدح و ثنا کرتا ہے جسکو دیکھو، آنا آنا، کرتا ہے
 ہر جزو یہ کہہ رہا ہی میں بھی گل ہو گیا ہر خار میں سے کھٹک کہ میں بھی گل ہو گیا
 کہتا ہے ہر اک مرے ہنر تو دیکھو ہر جزو کی ہر صدا دھرتو دیکھو
 اس مجمع اصداو کے حالات سنو کچھ معجزہ دیکھو، کچھ کرامات سنو
 حسن کا اقتضا کہ جھلکے بلک لب کا یہ سخن ہے کہ مری بات سنو

فرہ فرہ پہ میں نظر رکھتا ہوں

میں تن کو جگمگاتے بھی ہوں مصروف لکار

سر سے پاتک محیط ہوں میں سب

ہے عالم تن میں ہر جگہ گھر میرا

سب کی رگ گردن سے ملا رہتا ہوں

ہر جزو کے دکھ سے مجھ کو دکھ ہوتا ہے

ہر جزو پہ غالب ہوا ارادہ میرا

میری مرضی کے تحت سب چلتے ہیں

محتاجی سے غنی کو جانا سب نے

ہر شان میں جو خود پرستی ہوں میں

ہر جزو بدن کے ساتھ لازم ہوں میں

ہر قطرہ خون میں برقِ خاطر ہوں میں

رگ رگ کی ہر ایک راہ کا سالک ہوں میں

میں چوٹی کی چال کی خبر رکھتا ہوں

میں تن کو سلا کے بھی ہوں ہر دم ہشیار

اک فرہ نہیں علم سے میرے باہر

ہر فرہ میں جلوہ گر ہے جو میرا

ہر جزو سے میں گلے لگا رہتا ہوں

ہر جزو کے سکھ سے مجھ کو سکھ ہوتا ہے

ہر عضو نے پہنا ہے لبادہ میرا

قالب میں مرے حکم کے ڈھلتے ہیں

مجبوری سے مختار کو مانا سب نے

اے واہ عجب حسین مستی ہوں میں

اس چھوٹی سی سلطنت کا حاکم ہوں میں

ہر جزو کے دکھ درد سے واقف ہوں میں

میں اس دو گز زمیں کا مالک ہوں میں

از چشم حقیقت بنگر اندر خم

در کل ہمہ واحد است و در واحد کل

ہے دار و مدار تن، مری قوت پر

ہر اک دم مارتا ہے، امجد امجد!

حکمت سے ہر اک کا پیٹ بھرتا ہوا

میرے نزدیک دست و پا ہیں کیا

ادنی بھی مری نظر میں ہے، علی بھی

دل بھی میرا ہے اور جگر بھی میرا

سمجھ نہیں میرا حال دنیا والے

قائم بالذات جلوہ تاباں ہوں

مخلوق ہے ادنیٰ سا کرشمہ میرا

اک آن میں آسماں پہ جاتا ہوں

ہمراہ میرے کوئی نہیں آسکتا

گر ہست نظر، بکن نظر، اندر خم

تخم است اندر شجر، شجر اندر خم

قادر ہوں میں سب کی دولت و عزت پر

ہر عضو لکارتا ہے، امجد امجد!

سب کی سنتا ہوں اپنی کرتا ہوں

ہے میری نظر میں ایک دایاں مایاں

مجھ کو ہے عزیز خون کا قطرہ بھی

ہے پاؤں بھی میرا اور سر بھی میرا

کہتے ہیں مجھے خیال دنیا والے

بے قید سوں لافانی ہوں بے پایاں

کافی ہے فقط ذرا اشارہ میرا

پھر چشم زدن میں واپس آتا ہوں

مجھ کو تو فرشتہ بھی نہیں پاسکتا

آنا جانا نہیں ہے دو بھر مجھ کو
 تھکتا ہی نہیں کبھی وہ چالاک ہو گیا
 دنیا میں کسی جگہ نہیں ڈر مجھ کو
 کیا کوئی مجھے سمجھ سکے کیا ہوں میں
 اس جسم میں میں کسی کا پابند نہیں
 آسان نہیں کوئی بلا لے مجھ کو
 اک درد بھری صدا سے مجبور ہو گیا
 کانٹا پاؤں میں ہو کہ بال آنکھوں میں
 ہاں چارہ ہرگز نہ لازم ہے مجھے
 محنت ہی کے ساتھ ہے محبت میری
 معدود و اجزا میں غیر معدود ہو گیا
 ہے قربت و بعد سب برا مجھ کو
 ڈرتا ہی نہیں کبھی وہ بے باک ہو گیا
 ہے ظلمت و نور سب برا مجھ کو
 معلوم نہیں کسی کو کس جاہوں میں
 دریائے عظیم، ایک جاہند نہیں
 ممکن ہی نہیں کہ کوئی پالے مجھ کو
 مغدور کی دل دہی میں مغدور ہو گیا
 پڑ جاتے ہیں دورے لال لال آنکھوں میں
 ہمدردی درد مند لازم ہے مجھے
 زحمت کی معیت میں ہے رحمت میری
 محدود بدن میں غیر محدود ہوں میں

کیا کیا مجھ میں کمال ہیں واہ رے میں

بے مثل کی ہوں مثال اللہ رے میں

الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

اللہ کا ایک صفت رحمن بھی ہے
 بندوں کی اسی سو جان میں جان بھی ہے
 رحمن محیط مائطین ہے بالکل
 واللہ مبالغہ نہیں ہے بالکل
 کونین میں فیض بخش عالم ہے یہی
 رحمت کی طلب کا اسم اعظم ہے یہی
 مطلق ظاہر ہوا مقبہ بنکر
 رحمت ظاہر ہوئی محمل بنکر
 اسلام کا لطف کل نظر آئیگا
 رحمن ہی حبیب رحیم ہو جائیگا
 تخصیص میں لطف ہوگا تعمیم کے بعد
 کو شرکا مزہ آئے گا تسفیم کے بعد
 سب کے لئے لا الہ الا اللہ ہی
 مسلم کو محمد رسول اللہ ہے
 سب کے لئے لا الہ الا اللہ ہی

مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ

The J & K University
 Acc. No. 37448

یاں صورت آدمی میں انسانیا
 شکل انسان میں سینکڑوں حیوانیا
 باغ عالم میں خار و گل لکیاں ہے
 ہر ایک کتاب صورت قرآن ہے
 یہ عالم زندگی ہے میدان عمل
 دو ہاتھ میں دو کفہ میزان عمل

کل روز جزا کھلے کاسب کا جوہر
 دھوکے کا یہ سب لباس اتر جائیگا
 اُس وقت زمانہ ہی ملت جائیگا
 رحمن صفت رحیم میں آئے گا
 چھپنے کو ملے گی جانہ دنیا میں یہاں
 جب حشر میں شرح زندگانی ہوگی
 آئیگی صدا کہ آج بدلہ پا لو
 ہر ایک عمل کا پھر اعادہ ہوگا
 جو علم میں خامی ہے نکل جائیگی
 ذلت کش محبوب کی عزت ہوگی
 جاں کشتوں کی تازہ زندگی پائیگی
 راز خلقت سب آشکارا ہوگا
 جانباز صفیں انہی جائے ہوں گے

محشر بن جائیگا حقیقی مظہر
 ہر نقش دروں یہ صاف نظر آئیگا
 ہر جامہ کا آستر نظر آئیگا
 یہ دائرہ نقطہ میں سما جائے گا
 جب سامنے ہوگا مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ
 جان شرم سے تن میں پانی پانی ہوگی
 یہ! مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ ہر دنیا والو!
 کچھ کم ہوگا، نہ کچھ زیادہ ہوگا
 سانچے میں عمل کے روح ڈھل جائیگی
 مالک کے غلاموں کی حکومت ہوگی
 واں بندہ عہدیت کی بن آئیگی
 رب کے ہم ہوں گے رب ہمارا ہوگا
 معبود سے ٹکٹکی لگائے ہوں گے
 رُجُوۃ نَاضِرۃ الی رَبِّہَا نَاطِرۃ ۱۲

سب کچھ لیکر اک استقامت دے
صدیق کے صدقہ میں صداقت دے

شاہِ بدر و جنین کا صدقہ دے
لائبہ و ناحسین کا صدقہ دے

ایوب و شعیب کا تصدق دے
سلمان و صہیب کا تصدق دے

ہاں دولت لایزال دیدے
استقلال بلال دیدے مجھ کو

ایثار کا خوف جسم و جاں سے نکالے
مر کر بھی اعدا حذر باں سے نکالے

مالک میں کہاں جاؤ گناہ سے ڈر کر
میں تیرے ہی پاس آؤں گناہ سے ڈر کر

اعوذ بک منك

غصہ کی نگاہ سے بچالے مجھ کو
دامان محبت میں چھپالے مجھ کو

اے راہنما! مجھے ضلالت سے بچا
مجھ کو، مرے نفس کی مسرت سے بچا

نادان کو ہوس کی جھیل میں غرق کر
فرعون بنا کے نیل میں غرق نہ کر

ہر مسلم رمی کو مسماں کر دے
پیمانہ زندگی میں ایماں بھر دے

لو، مل گئی جان مضطرب کو تسکین

سننا کوئی کہہ رہا ہے آمین آمین

پیوند سلسلہ

الْإِيمَانُ نَسْنُ الْخَوْفِ وَالرَّجَا

جلوہ ترا، ظاہر بھی ہو مستور بھی ہے ^{بی لفظ قرآن} بندے سے قریب بھی ہو دور بھی ہے
 مشکل ہو ترا کلام۔ آسان بھی ہے دنیا داری کے ساتھ ایمان بھی ہے
 قانون تمدن بھی ہے عرفان بھی ہے اس بحر میں گویا ہر بھی ہے مرجان بھی ہے
 اک رشتہ میں جلد بھی ہو قرآن بھی ہے اک شخص میں جیسے تن بھی ہو ن جان بھی ہے
 ترغیب کے ساتھ ساتھ تہدید بھی ہے خوف کی پردہ دار اُمید بھی ہے
 اک آن میں خوف اور رجا دونوں ہیں اک ساتھ فنا اور بقا، دونوں ہیں
 ہر صفحہ ہے رحمت خدا کی تصویر ہے لفظ و دعا میں دعا کی تصویر
 قرآن نے سادگی سکھا دی ہم کو اس خط شعا میں نے جلاد دی ہم کو
 اس رشتہ محکم سے بقاء ہے ممکن کیا نسخہ کمیا ملا ہے ہم کو
 صورت ہے یہی خدا کی قرآن کی قسم ایمان مرا یہی ہے، ایمان کی قسم
 قرآن کریم میں کرامت دیکھی رہی ہر چیز کے ساتھ کل کی شرکت بھی

ہر منزل کو اُسی کی منزل پایا ہر سورت میں خدا کی صورت دیکھی
وہ نورِ لطیف بر ملا آیا ہے گمراہ کے پاس رہنما آیا ہے
قرآنِ کریم اور مے ہاتوں میں بندے کی گرفت میں خدا آیا ہے

پیوندِ منبر
اَقِمُوا الصَّلَاةَ

پایانہ حیات کا ثمر اک دن بھی رباعی ہم کو نہ ہوا خدا کا ڈر اک دن بھی
کیا حق ہو کہ ہم زمین پر پاؤں رکھیں رکھا نہیں جب سجے میں اک دن بھی
فطرت ہر چیز کی طرف مڑتی ہے رباعی ٹوٹی ہوئی شاخ از سر نو جڑتی ہے
ہوتا ہے نماز میں ہجومِ خطرات گھر جھاڑتے وقت خاک بھی اڑتی ہے
خالق نے جنھیں دیا ہے زردیتیں رباعی زر کیا ہو خدا کی رہ میں گھر دیتے ہیں
اپنا سر پایہ ہے رکوع و سجدہ سامان نہیں رکھتے ہیں سر دیتے ہیں
دلبر کیلئے ادائے نماز اچھی ہے رباعی عاشق کیلئے رسمِ نیاز اچھی ہے
موقع ہے ہی تو اک قدم لینے کا ہر ایک عبادت سے نماز اچھی ہے

پیرا ہن کبر چاک ہو جاتا ہے
مسلم کیلئے عجیب نعمت ہے نماز

اسرار وجود عبادت میں ڈھونڈو

اسرار عبودیت کا منظر ہے نماز

تکبیر میں نفس کا گلا کٹتا ہے

اس بندہ مسلم کا بھی کیا پایہ ہے

فتنوں سے جہاں کے جاں چھڑا کر آیا

بندے کا قیام ہے خدا کے آگے

اس وقت نظر آتی ہے شانِ قیوم

اللہ کا الف قیام کی صورت ہے

بندے نے رکوع میں بڑی جرات کی

مسلم سر خم کئے ہوئے حاضر ہے

دل کو دلدار پر فدا رہنے دے

نفس سرکش ہلاک ہو جاتا ہے

سر خاک پہ رکھ کے پاک ہو جاتا ہے

ناز اپنا نیاز کی صفت میں ڈھونڈو

آئینہ اسلام کا جو ہر ہے نماز

مغرور کا سر قلم نما کٹتا ہے

اپنے مولا کے سامنے آیا ہے

بندہ دنیا سے ہاتھ اٹھا کر آیا

قافی کا مقام ہے بقا کے آگے

ملتا ہے قیام میں نشانِ قیوم

ارکان میں یہ امام کی صورت ہے

سر قدموں پہ رکھنے کی اجازت لی

یہ وہ مہ نوہی، جس کا رب ناظر ہے

ان قدموں میں آنکھوں کو گرا رہنے دے

جھک کر مے کان میں یہ کہتا شروع
خاک کی تپلا جھکا ہو اگر دلوں سے

ہے عرش سے بھی بلند بامِ سجدہ
سجدہ ہے عروسِ عجب دیت کا گنا

سجدہ ہے ذریعہ خود فراموشی کا

زنجیرِ درِ عرش ہلاتا ہوں میں رباعی
سجدے کے بہانے دل کی بیباکی سے

اس سرِ نر میں شاخ کا پھل اعلیٰ رباعی

پوچھو نہیں سجدہ کرنے والوں کے دماغ

مسلم کی تمام آبرو سجدہ ہے

شبِ ہجر کی - شامِ وصل سے ملتی ہے

کب راہِ یہ روزِ زور سے طے ہوتی ہے

سناں اب تو اٹھاتی نہیں پر خوں آنکھیں

اجھکنا تسلیم جھکا رہنے کے

ہاں تیر دعا کو یہ کہاں موزوں ہے

قدموں میں کسی کے ہی مقامِ سجدہ

سنتا ہے اسی جگہ، وہ میرا کہنا

یہ اک جیلہ ہے اس سے سرگوشی کا

اللہ غنی - کسے بلاتا ہوں میں

قدموں پہ کسی کے لوٹ جاتا ہوں میں

عالمِ معمولی ہے، عملِ اعلیٰ ہے

سرخاک پہ - لب پہ رُجی اَلْاَعْلٰی ہے

اللہ قیام - اور ہو سجدہ ہے

جب جھکتی ہے شاخ - وصل سے ملتی ہے

یہ منزلِ عشق سر سے طے ہوتی ہے

کس طرح نکال کر میں کھ دوں آنکھیں

ٹھنڈک ہر عجب سجدے میں سُبحان اللہ
تلووں سے کسی کے نل رہا ہوں آنکھیں
بیٹھا ہوا دب سے عجب پیش معبود
فی مقعد صدق کا ہر مصدق فی مقعد صدق عند ملک مقتدر
اسلام میں مصدر محاسن ہر سلام
مسلم کی سلامتی کا ضامن ہر سلام
ہر دم اُس کی عنایت تازہ رہی رباعی اُس کی رحمت بغیر اندازہ ہے
جتنا ممکن ہو کھٹکھٹائے جاؤ یہ دست دعا خدا کا دروازہ ہے

پیوند نمبر

مَا عَبَدْنَاكَ رَحْمَةً عِبَادِي نَاكَ

روح ہے تن میں، نام رب مجید
ہے رگ جاں میں نغمہ توحید
جب کہا درود دل سے یا اللہ
ہو گئی شکل کوہ صورت کاہ
قوت ہو سے کام ہوتا ہے
مفت میں میرا نام ہوتا ہے
اسم ہی سے صفت ہویدا ہے
ہو کی صورت میں ہو بھی پیدا ہے
جسم میں کیفیت روح پاتا ہوں
جام ہی کو صبوح پاتا ہوں
تیرے قدموں میں سجدہ کرتا ہوں
ہو کے پیوند خاک ابھرتا ہوں

پائے اقدس یہ یہ سہر فانی؛ چوموں کس طرح اپنی پیشانی
 جی رہا ہوں میں تجھ پہ مرنے کو دور ہوں صرف یاد کرنے کو
 ہے مرا کار و بار، بے کاری ہے مرا زور و زرقط زاری
 وصل کا بس یہی ہے اک حیلہ وَتَبْتَئِلَ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا
 پاس میرے ترے لئے کیا ہے؟ حد مری عبدیت کی سجدہ ہے
 یاد ہے مجھ کو اک عمل اعلیٰ یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ أَعْلَى
 اس سے آگے مجھے نہیں معلوم میری تعریف ہے ہول و ظلوم
 مجھ سے کیوں کرتی عبادت؟ اس تناسب میں کچھ تو نسبت ہو
 مجھ سے کرتی راق او اہو جا پھر یہ بندہ، نہ کیوں خدا ہو جا

پیوند نمبر

منازل نزول

تیزی کی بارگاہ سے آیا ہوں میں دور دراز راہ سے آیا ہوں
 پردہ میں خیال کے رہا ہوں برسوں عالم میں خیال کے رہا ہوں برسوں

بے صورتی اصل میں ہے صوتِ مہری
ہے میرا ہی حکمِ علتِ حسنِ قبول

ایتھر میں ہی جلوہ گرِ لطافتِ مہری
یہ مادیت ہی میری طاقتِ کازِ ول

جلبایا غیب میں باہوں برسوں

الوانِ سحاب میں باہوں برسوں

میں مہر کبھی ہوا کبھی ماہ ہوا

ہر راہ میں راہرو کے ہمراہ ہوا

ہے میرا ہی نورِ جلوہ گرِ آسماں میں

میں ہی ہوں نہاں حقائقِ شہاں میں

ہیں ناتناہی انتقالاتِ مرے

ہیں فہم سے دورِ استحالاتِ مرے

سرتابِ قدمِ عقدہ لایجل ہوں

میں مطلق کا تعین اول ہوں

کھینچا ہے نزول میں محبتِ مجھے

ڈالارِ رحمت میں مہری رحمتِ مجھے

ظاہر ہے کمالِ حسن سے عشقِ کارنگ

پیدا ہوا خالِ حسن سے عشقِ کارنگ

وحدت کے سوا دوسری کایاں ناہیں

ہے صبحِ مری تو غیر کی شام نہیں



پیوند نمبر ۶

۱ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
۲ بِحَمْدِكَ وَسِعَتْ كُلُّ شَيْءٍ

ہر قطرہ میں بحر معرفت مضمر ہے رباعی ہر ذرہ میں کچھ نہ کچھ جو ہر ہے
ہو چشم بصیرت تو ہے ہر چیز اچھی گرا نچھ نہ ہو تو لعل بھی تپھر ہے
زنگی بھی ہے حور چشم بنیا کیلئے رباعی ہر سنگ ہے طور چشم بنیا کیلئے
اعمی کیلئے نور بھی ظلمت ہے ظلمت میں ہے نور چشم بنیا کیلئے
کیا سمجھے گا جو ہر کو جو بے جو ہر ہے کہنے کو تو اکسیر بھی خاکستر ہے
سرمہ سے جلائے کو ردل مشکل ہے تبدیلی نقص آب و گل مشکل ہے
جاہل سبب خیر کو، شر کہتا ہے سرمایہ سود کو ضرر کہتا ہے
ہے روح میں جان صحت علمی سے انسان کی ہر شان صحت علمی سے
ہے خیر ہی خیر نفس شر و ہی ہے سب سود ہی سود ضرر و ہی ہے
ہے مہر ہی مہر، قہر کا نام نہیں ہر صبح وصال ہر کی شام نہیں

آئینہ خوف کا ہے جو ہر امید
 ہے دردِ فراقِ موجبِ لذت دید
 مخلوقِ حکیم، مایہ سود نہ ہو
 مصنوعِ حمید اور محمود نہ ہو؟
 عالم پر ہو و ر و کیوں کر غم کا
 ضامن ہے وجودِ رحمتِ عالم کا
 رحمت ہے بنیاد و عالم قائم
 قہر آئے تو کس طرح و انتِ جسم
 ہے جسم میں ہر نفس جوابِ محشر
 مَآکَانَ اللّٰہِ یَعْلَمُ مَا تَنْتَظِرُ
 جلوہ اس بے نشان کا ہر سو ہے
 ہر ذرہ ہے ایک آفتابِ محشر
 از نور محمدی برآمد کوئین
 ہر چول میں رنگ، رنگ میں خوشبو
 ہر قطرہ ہے جو ببارِ حمد باری
 محمود شد از ظل محمد، کوئین
 ہر رنگ میں جلوہ محمد ہے یہاں
 ہر چول ہے لالہ زارِ حمد باری
 حمد باری ہے یا محمد کہنا
 مجموعہ حمد ہے یہ دنیا ساری
 ہر رنگ میں جلوہ محمد ساری
 ہے جلوہ فلکِ خدا کی رحمت سب میں
 حاصل یہ کہ ہر محمد بیت سب میں

پیوند نمبر
 اِنَّا عَرَضْنَاهُ فَاَنذَرْنَاهُ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ

تو ہے مجھے نرم میں بلانے والا	میں ہوں تری بارگہ میں آنے والا
ظالم ہوں ہول ہوں سیہ ہویا	کس منہ سے کہوں تیرا طلبگار ہوں
میں کیا کہوں جبال و آسمان کے آگے	کیا گرد کا ذکر، کارواں کے آگے
ہوں بحر عظیم میں مثال خاشاک	اک قطرہ ہی میری ہستی وہ بھی ناپاک
اے لو! وہ عرضنا کی صدا گونج اٹھی	اِنَّا کے جلال سے فضا گونج اٹھی
سب بہت گئے ڈر کے پیچھے آئیں والے	کتر گئے صاف سر اٹھائیں والے
صاحب عقل و ہوش بہوش ہیں آج	بڑھ بڑھ کے جو بولتے تھے خاموش ہیں آج
اٹھی نہیں جب کہیں سے کوئی آواز	جب کوئی ہوا نہ اس صدا کا مساز
میری غیرت میں ایک طوفان اٹھا	یعنی لبیک کہہ کے انسان اٹھا
سر ویدیا میں نے آبرو کی خاطر	ٹھکرا دیا میں نے میں کو تو کی خاطر
جو سربلک تھے اُن کا اترا چہرا	آخر، میرے ہی سر رہا یہ سہرا

اللہ غنی، ایمن سمجھنا مجھ کو
 اس خاتم کا نیکین سمجھنا مجھ کو
 بہوت ہی خلق سن کے قصہ میرا
 معبود کی عہد بیت، حصہ میرا
 اس سینہ میں کائنات رکھ لی ہیں
 کیا ذکر صفات ذات رکھ لی ہیں
 ظالم سہی جاہل سہی نادان سہی
 سب کچھ سہی تیری بات رکھ لی ہیں

پیوند منبر

لَا تَكُنْ كَالْحَالِفِ نَفْسِنَا

اس شتی تن کو نوح کر دے مولا
 اس ماویت کو روح کر دے مولا
 بندے میں کمال بندہ پرور بھر دے
 ہر جزو بدن کو کل کا مظہر کر دے
 سر جائے تو جائے۔ ابرورہ جائے
 میں اتنا مٹوں کہ صرف تورہ جائے
 باقی رہی پھر نہ میری خوبو مجھ میں
 پھر چھپ نہ سکے کسی طرح تو مجھ میں
 اک بار ہوائے نفس ہو ہو جائے
 مقصد مری زندگی کا تو ہو جائے
 میں کا سرمایہ مجھ سے بالکل کھو جائے
 میری مرضی تری ہی مرضی ہو جائے
 اس مرفے میں روح زندگی پیدا ہو
 بندے میں کمال بندگی پیدا ہو

اس عبد سید کار کو آزاد نہ کر
 مجھ کو، مجھ پر نہ چھوڑیے، مولیٰ
 میرے ہاتھوں سے مجھ کو برباد نہ کر
 اپنے سے مجھے نہ توڑ میرے مولیٰ
 اطلاق میں بے شمار بربادی ہے
 آزادی میں ہزار بربادی ہے
 صیاد کا خوف باغیاں کا ڈر ہے
 ایسے گلشن سے تو قفس بہتر ہے
 میرے لئے جان بے جسد بہتر ہے
 ہلتے ہوئے قہر سے لحد بہتر ہے
 میں یہ نہیں کہتا اپنے مانند بنا
 مولیٰ! بندے کو اپنا پابند بنا

پیوند نمبر ۹

اَلْکَرَمُ بِمِنْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتَّقَاکُمْ

ہر دم رہوں کیوں با وضو و آقا
 گندہ کیوں کر رہے گا بند اتیرا
 شہرگ سے قریب تر ہے تو آقا
 کس طرح کہوں زباں سے گندہ بویا
 رگ رگ میں پڑا ہوا ہے پھند اتیرا
 کیونکر نہ کہوں قابل تعریف ہوں
 اللہ اتیرا بندہ ہوں میں
 سر سے پاتک عجیب تالیف ہوں
 ممکن نہیں تفسیر۔ مری صورت کی
 اللہ اتیرا کس کی تصنیف ہوں میں

جان حرکت ہوں گرچہ سنا کہ ہوں

واجب کے وجود سے ہوا ہوں موجود

میں سیکر خاک ہوں مراد دل تو ہے

تو ہی دل میں ہے۔ اور دل بھی تو ہے

ہو گی اب اور کیا عنایت تیری

ہے تیرے ہی ہاتھ میں پیدا اور

میں کون ہوں اور کیا ہی ہستی تیری

ظاہر کرو و نگاہ تیرا منظر ہوں میں

تیری مرضی ہی کے کرونگا اب کلام

اِنْشَاءَ اللّٰهِ نیک ہو جاؤں گا

سیر یہ علم و فضل کھویا میں نے

بس ہے تری خاک پا تیمم کیلئے

اب چکو نگا پاک ہو کے مثل انجم

ہوں مصد نطق گرچہ صامت ہوں میں

یہ ثابت ہے کہ عین ثابت ہوں میں

میں صورت ظل ہوں اور بظلال تو

ایمان می میری آب و گل بھی تو

مفسوبی طرف سے قوت تیری

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

آباد ہی تیرے دم سے بستی میری

ہر آن ضمیر ہو میں مضم ہوں میں

يَا رَبِّ السَّعْيُ مِنِّيْ مِنْكَ الْاِتِّمَامُ

سارے نیکیوں میں ایک ہو جاؤں گا

سب قریا پرینہ ڈبویا میں نے

اے دوست و صوفی سے ہاتھ و صوفی

ہو حکم ترا اگر تم کو اتقا کم

پیوند نمبر

الَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

عالم میں ہمارا کون محکوم نہیں	دنیا میں ہماری کس حکمہ فہوم نہیں
کیا پوچھنا ہے ہمارا اللہ	ہم وہ ہیں کہ خود ہمیں کو معلوم نہیں
جن سے یا بھوت یا کوئی دیوتا	اکیسے کیمیا ہے یا اعتقا ہے
اک عمر سے سن رہا ہوں میں کی آواز	معلوم نہیں ہوا کہ یہ میں کیا ہے؟
”میں ہوں میں ہوں“ کی انتہا بھی ہو	اے مدعی خودی خدا بھی ہو کوئی
دو ضد کبھی ایک جا نہیں مل سکتے	باہم خودی و خدا نہیں مل سکتے
ہو اپنے ہی دوش پر خبازہ اپنا	اپنے قدموں کی خاک غارہ اپنا
دنیا سے نرالا سانک تو لایا ہے	بھیک اپنے ہی دریہ مانگنے آیا ہے
ڈال اپنے گلے میں تو پھندا اپنا	اے مرد خدا نہ بن تو بند اپنا
انسان کو گھمنڈ اپنے تن پر توبہ	مردہ مغرور ہو کفن پر توبہ
ہے عقل یہ اعتقاد توبہ - توبہ	اس مستی پہ اعتماد - توبہ توبہ

اپنے ہاتھوں پہ بوجھ سارا کتب تک

ٹھہر گیا ہوا میں یہ غبار کتب تک

گرتی دیوار کا سہارا کیا خوب

حی القیوم سے کنار کیا خوب؟

اے بندہ عقل! حسبِی اللہ کہے

اک بار تو گلت علی اللہ کہے

قائم ہی اسی کی ذات سے ارض و سما

رکھ یاد و لا یؤدہ حفظہما

ہے ارض و سما تمام کرسی اُسکی

ہے قابلِ احترام - کرسی اُس کی

کوئین کا وہ سینھا لئے والا ہے

سارے عالم کا پالنے والا ہے

دامن بھیلانہ اپنا اپنے آگے

کیا رب کافی نہیں ہی بندہ کیلئے

اَلَيْسَ اللهُ بِكَافٍ عَبْدًا

پیوندِ منبر

تذکرہ نفس

آئینہ پہ سانس سے نہ آجائے غبار

پہنچے نہ ہوائے نفس ہو تک ہشیار

اچھ آئے نہ اُس کی آبر و ہشیار

نشر نہ لگے رگِ گلو پر ہشیار

ہاں روک لے اس شستی طوفانی کو

چلنے ہی نہ دے ہوا انفسانی کو

ہے نفس ہی تیرا تیرا دشمن ہشیار

اے طالبِ رستیت نفس امارہ کو مار

ہے لطف کہ آپ آپ سے کھو جائے
 دم کے ہمرہ صدائے و مساز آئے
 شیطان کی پیروی نہ کر لے انسا
 گندی خواہش کو چھوڑ دے ای بندے
 اس مھر کی آنکھوں میں نہاں مھر بھیجا
 حق کو آلودہ کر دینا حق سے
 ہاں دیر نہ کر لگا دے اک و اک ہیں
 دل ہی وہی پاک ہو محبت جس میں
 الفت میں اگر محدود ملے مہد سمجھ
 اسرار خدا کی ہے یہی اک کجی
 أَحَبُّتُ أَنْ أَعْرِفَ سِتْرَ رَازِ الْفَتْ

نفس امارہ مطمئن ہو جائے
 ہر سانس میں ارجعی کی آواز آئے
 مومن ہی اگر تو مان رب کا فرمان
 بت مادیت کا ٹور دے ای بندے
 اہل نوش کے ساتھ نیش کا زہر بھیجے
 اے طالب حق! ہاتھ اٹھانا حق سے
 ہو جائے حلال نفس مردار ہیں کہیں
 اچھی ہے وہ بات ہو صدقت یا
 گرزہ محبت میں ملے شہد سمجھ
 کھلتا ہے اسی سو قفل کنز مخفی
 شد طرز حدوث از طراز الفت

پیوند نمبر ۱۳

لا تَفِطْ طَرَفًا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

میں کہتا تھا لاعلمی میں اللہ اللہ
 میرے رونے نے تھکوٹڑیا ہی دیا
 پیسچی مری فریاد ترے کانوں تک
 سنتا ہے مری زبان سے تو نام نہا
 نغمہ مری فریاد کا بھایا تجھ کو
 بیکار کیا نہ جان کھونا میرا
 میرے رونے سے دل پسچا تیرا
 اپنے گھر میں تجھے بلاتا ہوں میں
 جاں بس زلف تو بستن ہو ست
 سر بر قدمت نہادہ باعجز و نیاز
 کیا چیز پسند آگئی ہے تجھ کو
 تو آگیا تخت سے اتر کر ناگاہ
 گھوڑے پہ بھی برسات میں بھول آ گیا
 تو نے مرے دردِ دل کی سن لی و شک
 لیتا ہے تو میرے ہاتھ سے جامِ نیا
 میرا رونا پسند آیا تجھ کو
 گلے سے تو اچھا رہا رونا میرا
 دامنِ دستِ مرہ سے کھینچا تیرا
 گویا کہ شبانِ عہد موسیٰ ہوں میں
 دل در سراہ تو شکستن ہو ست
 پائے تو ز آب دیدہ شستن ہو ست
 میری کیا بات بھاگئی ہے تجھ کو

مجھ سے توجہاں میں اک سے اک بہتر ہے
 اے ذکر تو درسیحان ملکوت
 اے درگفت قدرت توجہاں کو نہیں
 واقف نہیں آداب سے تیرے مولا
 تو شاہوں کا شاہ میں انار دہی ہتھکڑی
 چاہے تجھے ایک مشیت خاک اے فسویا
 لیکن جذبات دل نکالوں کیوں کر
 تا چند مصیبت میں گزاروں باز
 لے دیکے غریب کو سہارا ہے تیرا
 آج کا ہے کون ایچھا تیرے سوا
 تجھ پر مرنیکے واسطے زندہ ہوں
 گو بندہ ناسرا ہوں رنجی رنجی
 عبدی عبدی اودھر سے آتی ہو صد
 لعل تباوے، مجھ میں کیا جوہر ہے
 اے زندہ زنا م توجہاں ملکوت
 ترسندہ زہیبت روان ملکوت
 تقصیر معاف کر دے میرے مولا
 کیا جانے کنوار تیری تقدیس کی شال
 اس گندہ دہن میں نام پاک اے فسویا
 اس کو ندنی بجلی کو سمجھا لوں کیوں کر
 کیونکر تیرے در پہ سر نہ ماروں باز
 جب تو نہ سننے کے پکاروں باز
 کونین میں کون ہے مرا تیرے سوا
 گندہ ہی سہی مگر ترا بندہ ہوں
 بائی رحمت پہ تری فدا ہوں رنجی رنجی
 میں درو میں کہہ رہا ہوں رنجی رنجی

پیوند نمبر ۱۳

یوسف الوضائے

تو بن کے خیال دل میں آتا بھی
 جلوہ دکھلا کے منہ چھپانا کیسا
 ہر سانس میں پیغام حبیب آتا ہے
 کب تک ہے کوئی ہجر کا غم آخر
 دل بے سبب آج میرا بیکل کیوں ہے
 کیا بات ہو، کیوں ماہی بے آب ہو
 اس سینہ بریاں میں تیش کس کی ہو
 کیوں چھپتی ہیں آج برچھیاں سینے میں
 دوری میں بھی ہو نصیب قربت تیری
 کیا شے ہو یہ کائنات میرے آگے
 انسان کو درخت اور پتھر روکے؟
 مرآۃ گماں میں منہ دکھاتا بھی
 آنا ہے اگر، تو پھر یہ جانا کیسا
 جو دن جاتا ہے تو قریب آتا ہے
 کھینچ کر، آنکھوں میں آجیا دم آخر
 شدت سے مرے سینے میں بلبل کیوں ہے
 کس کیلئے آج اتنا بیتاب ہو
 اعضا کی کشاکش میں کشتی کس کی ہو
 کیوں بال پڑے ہیں دل کے آئینے میں
 ہر دم ہر دم میں ہے معیت تیری
 اس لاشے کا ثبات میرے آگے؟
 شہباز کو کھنکھ و کبوتر روکے؟

کیا یوں ہی ہمیشہ ٹھوکریں کھاؤنگا
 چشم حق میں سے کام لوں گا اک دن
 ہوں صبا مازاغ کا خادم میں بھی
 سنتا ہوں ہر اک قدم پہ آہٹ تیری
 آجا چپکے سے میرے آنے والے
 گھر میں مرے اے گھر کے اُجالے آجا
 آجا تن بجاں میں مے جاں کی طرح
 تیری ہی طرف لگی ہوئی ہیں آنکھیں
 تسکین نہیں پاتی ہیں میری آنکھیں
 جاں بہم میں آج اجنبی سی کیوں ہے
 ہے منتظر اے دل شکستہ کس کا
 کیوں جاتا ہے سانس بالا بالا میرا
 آخر مرا وقت آگیا خوب ہوا
 کیا شمس و قمر ہی میں اب کچھ جاؤنگا
 اِنِّی وَتَحْتُ بَہی کہوں گا اک دن
 تیری درگاہ کا ہوں عازم میں بھی
 ہر سجدے میں چومتا ہوں جو کھٹک تیری
 چھپ چا آنکھوں میں منہ چھپانے والے
 آجا: میرے بلانے والے آجا
 رہ خانہ دل میں مے ایماں کی طرح
 اک بار اُترا کبھی قرآن کی طرح
 کیوں چھت سے لگی جاتی ہیں میری آنکھیں
 سارے اعضا میں کسکی سی کیوں ہے
 اے آنکھ تو دیکھتی ہے رستہ کس کا
 کیا آنے کو ہے رفیق اعلیٰ میرا
 وہ آکے مجھے بلا گیا خوب ہوا

اس موت نماجیات سے ڈرتا ہوں
 صد شکر کہ مجھ سے میرا بچھا چھوٹا
 اب طائر پرستہ کے پر کھلتے ہیں
 اب تیرگی دیدہ و دل جاتی ہے
 کس ناز و آدا سے اب قضا آتی ہے
 اب آنکھی آخری گھڑی راحت کی
 جادو نظر نے عشوہ کرے می بینم
 اکنوں کہ جلوہ گاہ نازش ہستم
 یاں پیش نظر جلوہ قدوس ہوا
 یہ آتا ہے آج کون تقدیس پناہ
 اب نور لطیف کا پتہ ملتا ہے
 دامن میں گل گلشن ہو بھرتا ہوں
 خوشبوئے مسحا نفسے می آید

زندہ ہونیکے واسطے مرتا ہوں
 تھی جس میں خودی کی تھی وہ ساغر ٹوٹا
 ہر خوف میں اُمید کے در کھلتے ہیں
 وہ موت کی روشنی نظر آتی ہے
 بیمار کے واسطے شفا آتی ہے
 صورت نظر آ رہی ہے بے صورت کی
 بے پردہ جمال و لبرے می بینم
 ہر ہر سر موئے نیشتر می بینم
 ناقابل احساس بھی محسوس آج
 ہر خیز و بدن کہتا ہے سُبْحَانَ اللَّهِ
 وہ حُسن کے دریا میں کنول کھلتا ہے
 ناقابل لمس کو بھی لمس کرتا ہوں
 اے روح زتن برو کسے می آید

پیوند نمبر ۱۳

مرید شک

تھارات کا وقت اور اندھیرا سو	سنائے میں آتی تھی صد اُہو اُہو۔
دل نے کہا یہ کون ہے کہنے والا	ہو کون یہاں خلا میں رہنے والا
دروازہ ہے کون کھٹکھٹانے والا	چپکے چپکے ہے کون آنے والا
شک نے یہ کہا ہوا ہے کچھ اور یہیں	آواز یہ کوئی قابل غور نہیں
پھر دل نے کہا یہ نور کیا پھیلا ہے	یہ جلوہ برق طور کیا پھیلا ہے
شک نے کہا ہتھابی جلائی ہو گی	یاں تک وہی روشنی آئی ہو گی
دل نے کہا آتی ہے یہ خوشبو کس کی	پھیلی ہوئی یہ تہک ہے ہر سو کس کی
شک نے یہ کہا کہ گل کھلا ہو گا کوئی	آتی ہو دماغ میں یہ خوشبو اس کی
دل نے کہا سا منے یہ کون آتا ہو	شک بول اٹھا کہ وہم کا پتلا ہے
بولا ایمان اب مرا کام نہیں	جب شک کے سوا یقین کا نام نہیں
جب نام نہیں نشان ہو کیا حاصل	عزت ہی نہیں تو شان ہو کیا حاصل

ہے جسم میں جان دل میں ایمان نہیں ایمان نہیں تو جان سے کیا حاصل

پیوند منہا

الْفَقْرُ فِي شَرِّ مَا

اے ماور گیتی! اپنی شاہی لے
اے کج روش! اپنی کج کلاہی لے
لیے مری موتیوں کی مالالے
میں چاند نہیں ہوں اپنا ہالالے
ناچا کروں تال ستم یہ آخر کب تک
ابھٹاؤ یہ ہر قدم پہ آخر کب تک
زیور سے مری گلو خلاصی کرو
پیمانہ جسم سادگی سے بھرو
لیکر قالین مرگ چھالا دیدے
کبھل مجھے ایک کالا کالا دیدے
دل کیوں نہ جلے گا قائم و دیدا
لے دیتے نہیں غریبوں سے مجھے
فرش مغل یہ پاؤں تھمتا ہی نہیں
انساں کا قدم کاٹی یہ جھمتا ہی نہیں
پیراہن کبر چاک ہو جانے دے
اس خاک نش کو خاک ہو جانے دے

جو ہر مرا خاک میں چمک جائیگا

پودا یہ زمین میں بھبک جائیگا

ترکِ زینت

نہیں رعایتِ لفظی کی کوئی پابندی
 عروسِ نظم نے زیورِ آثار ڈالا ہے
 نہ اس میں لطفِ زباں ہے نہ شوخیِ بندش
 گلے میں سونے کی زنجیر ہے نہ مالا ہے
 کلامِ حق کی لطافت فقط صداقت ہے
 کہ دل میں صورتِ خجرا تر بنوا لایا ہے
 بلندِ ظلمتِ لفظی سے ہے رخِ معنی
 کہ جسکو نور کے سانچے میں حق نے ڈھالا ہے
 نہیں ہے نظم کو ناز اپنے حسنِ ظاہر پر
 کہ ہے لطیفِ معافی کو بارِ لفظ گرا لیا ہے
 کمال جو ہر صلی دکھا نہیں سکتا
 زباں کے لطف میں جذباتِ دل پھولے لایا ہے
 اصولِ نظم نے محدود کر دیا بالکل
 زباں کی قید کر دی عبتِ زبان لایا ہے
 کلامِ صدق کو کیا کام ہے تصنع سے
 محاوروں کا تکلف ہوا ہی مہر دیا لایا ہے
 ریشگیِ فطرت آزاد تا کجا پابند
 نہیں ہے خانہٴ دل کو ضرورتِ دریاں لایا ہے
 رہیگا پائے قدم تلکے حدِ نشاں لایا ہے

بطلون ہو گیا برباد رسم ظاہر میں
 نظر سے چھپ گیا نور حق اس حالے میں
 ہوس نے سونے کی زنجیر پاؤں میں ڈالی
 سہاگ اُجرے تو میں تو عروں بن جاؤں
 کفن ہیں لوں تو سرمایہ حیات ملے
 حجاب چہرہ جاں می شود غبار تنم
 چرانہ در پئے غم دیار خود باشم
 غم غریب و غربت چو برنی تا بم
 خودی کا دم بھروں ایجان جاں تر تے
 ہوا ہے عرش نشیں آج خاک کا تپلا
 بنا ہے قطرہ ناپاک گوہر شہوار
 ہر آن ایک نئی شان میں ہے ہر ذرہ
 غریب بھول گیا آج اپنی ہستی کو

ہوس میں نام کی معدوم ہو گیا نشان
 ہوئی کمال خودی سے ترقی نقصان
 صد دوست سلاسل کے شور میں نہاں
 گرا آنکھ بند کروں باز ہو دُعاں
 بنوں فقیر تو ہاتھ آئے دامن سلطان
 خوشاد میکہ ازیں چہرہ پردہ بر نم
 چرانہ خاک کفیاے یار خود باشم
 بشہر خود روم و شہر یار خود باشم
 مجھے وجود سے اپنے حجاب ہوتا ہے
 حجاب اُبھر کے فلک کا جواب ہوتا ہے
 خیال اصل سے دل آب ہوتا ہے
 پلک جھپکنے میں انقلاب ہوتا ہے
 چراغ شام کہیں آفتاب ہوتا ہے

نہیں ہے یا ویدا اللہ فوق ایدیم
 کہ مشیت خاک بھی کر دوں جہا ہوتا ہے
 مرے کریم کنا ہوں سے پاک کر دے مجھے
 میں تیرا بندہ ادنی ہوں تو ہے بندہ نواز
 بھری ہوئی ہے ہوائے محبت دنیا
 بلند ہو نہیں سکتی یہ صدق کی آواز
 بھری ہوئی ہے ختم جسم میں تیرا خودی
 جو ناز نہیں ہو کیوں کر چلیکا راہ نیاز
 ہو پس تو یہ ہے کہ اڑ کر تری طرف آؤں
 غضب تو یہ ہے کہ رکھتا نہیں پر رواز
 مکان جاں میں تو اے جاں جاں اگر آئے
 تو اپنے دل کو بناؤں گاتیرا پانا اندا
 خودی کا ترک حقیقی خدا پرستی ہے
 میں چپ رہوں تو پھر آئنگی یار کی آواز
 میں چپ رہوں تو پھر آئنگی یار کی آواز

پیوند نمبر ۱۰

لَا تَسِرْ لِلْأَنْسَاءِ وَالْأَمْثَالِ

چھوڑ دے جھوٹی عبادت چھوڑ دے
 بسجہ گرداں سے رشتہ توڑ دے
 جانیگی کیوں کر بد اعمالی تیری
 قول کی حد تک ہے قوالی تیری
 کر رہا ہے عمر کیوں اپنی تباہ
 خانقہ میں بند ہے کیوں خواہ مخواہ
 تیرگی میں کیوں پڑا ہے منہ کے بھل
 روشنی میں آ۔ نور ابا ہر نخل

طائر سدرہ ہے تو شیر نہیں
 کیوں اندھیر میں ٹپا ہے دیر سے
 زندہ درگور اپنے ہاتوں آپس
 اختیاری جبر سے باہر نکل
 کھول کر دیکھ آنکھ اے خانہ نشین
 رحمت باری ہوز رحمت کے قریب
 ہے یہی محنت عبادت سے سوا
 حتی الامکان کر لے خدمت خلق کی
 آئز آ خاک پر پا پوس کو
 بہر جد و جہد شد تکوین ما
 کابلوں کو مل نہیں سکتا خدا
 سُورِ دل محبوب کو مرغوب ہے
 چاک ہے سینہ، تو کچھ پروا نہیں

قیمتی گوہر ہے تو، پتھر نہیں
 زندہ سگت ہتر ہے مردہ شیر سے
 بے سمجھ! یہ پن نہیں ہے پاپ ہے
 اس اندھیری قبر سے باہر نکل
 جس جگہ سے تو چلا تھا ہو دیا
 ہی محبت اسکی محنت کے قریب
 ہے مشقتِ خواہے احتیج سے سوا
 رب سے مستغنی عبادت سے تری
 پھینک دے اس خرقہ سالوس کو
 بیست رہبانیت اندرون ما
 لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
 عود کی جاد دل چلے تو خوب ہے
 پھول ہے بیکار، اگر کھلتا نہیں

ہرج کیا، گرتن سراپا داغ ہو
 یہ تو اس کا روح پرور باغ ہے
 تن کے خاکی پر پہن پر خاک ڈال
 مثل دانہ پھیر میں سے سر نکال
 اس کی رحمت تجھ کو کر دیگی نہال
 پھل ریاضت کا لگیگا ڈال ڈال
 طاعتِ رسمی سے کچھ حاصل نہیں
 جو پسند یا رہو وہ دل نہیں
 طاعتِ رسمی سے وہ بیکار ہے
 ساز ہو بے سوز تو بیکار ہے
 بے محبت زور چل سکتا نہیں
 کام باتوں میں نکل سکتا نہیں
 آنکھ سے آنسو نہیں رخ زرد ہو
 کھا دوا ایسی کہ جس سے درد ہو
 پیچھے پیچھے درد کے ولد ہے
 ایک ہی ٹکڑے میں بڑا پار ہے

پیوند نمبر ۱۸

اِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ بِالْعِبَادِ

تسکین کی صورت نظر آتی نہیں
 ہر ایک پوچھتا ہے کل کیا ہوگا
 گزریگی لمحہ میں بعد مردن کیونکر
 حال اپنا بُرا ہوگا، کہ اچھا ہوگا
 میں کیا جانوں کہ کل کے دن کیا ہوگا
 لیکن جو کچھ بھی ہوگا، اچھا ہوگا

کی جس نے یہاں پر ورثہ خردم

جب آنکھ کھلی اس اجنبی دنیا میں

اُمّی وہیں ماں کے نام کی اک صورت

یہ کون ہے سینہ سے لگانو والا

کہہ کر مے چاند کون لٹاتا ہے؟

مل جائے گایوں ہی کوئی ہدم مرگ

چمکے گا لحد میں شب معراج کا چاند

اک اُمّی ادھر ہے ایک اُمّی ہے ادھر

واں اک رحمت تھی یاں بھی اک رحمت ہے

جنت دونوں کے پاؤں کے نیچے ہے

سُرارِ رسل ہاشمی و مطلبی

خزانتی اُمّتی و را ذکر نبود

فضل و کرم رب صمد کو دیکھو

وہاں بھی وہی کار ساز اپنا ہوگا

بچہ کھبر اگیا، کہ اب کیا ہوگا

کیا جانئے اس میں کس کا جلو ہوگا

پر دس میں کون ایسا ہمارا ہوگا

یہ مضغہ گوشت کس کو پیارا ہوگا

بند آنکھوں سے دیدار کسی کا ہوگا

شمع شبِ اُسرّی کا اُجالا ہوگا

ان دونوں میں امتیاز اب کیا ہوگا

پروردہ رحمتیں کیسا ہوگا

پھر تارِ سقر سے ہم کو ڈر کیا ہوگا

پیغمبرِ برحق مدنی العسرنی

اُمّی و ابی فدائے اُمّی لفتی

کو نین میں رحمتِ احد کو دیکھو

دونوں میں محبت کے توازن کیلئے
 اَمّان و محمد کے عُد کو دیکھو
 یاں بھی کوئی آئینکا محل بن کر
 راز رحمت سب آشکارا ہو گا
 نادان کو یاں مہد میں جس نے پالا
 ہمد و ہمد میں بھی ہمارا ہو گا
 جو حاصل مضمون ہے وہی عنوان ہے
 واجب ہی میں اک صورتِ امکاں ہے
 دنیا ہو کہ دین زندگانی ہو کہ موت
 جو یاں ہی وہاں ہی جو وہاں یاں ہے

پیوند نمبر ۱۹

فہرست

جب جان گئی تو جان جاں تک پہنچا
 مل کر مٹی میں آسماں تک پہنچا
 ہے مرقد تنگ بطن مادر کی طرح
 اس گور میں آرام ملا گھر کی طرح
 اس عالمِ فتنہ زا سے روپوش ہوا
 جاں بیچ کے قبر سے ہم آغوش ہوا
 تسکینِ جگر نے دل نے راحت پائی
 تن خانہ بدوشی سے سبکدوش ہوا
 یہ گوشہ تنگ جائے آسائش ہے
 یہ غارِ تو نا قابلِ پیمائش ہے
 اس کی وسعت بغیر اندازہ ہے
 فردوس و سفر کا ایک وارہ ہے

کلبہ ہو کہیں کہیں محل کی صورت
 ہر قبر سے پیدا ہے عمل کی صورت
 تجیل عمل کی آخری منزل ہے
 محشر کے سمندر کا یہی ساحل ہے
 یہ شیشہ عطر زندگی ہے بالکل
 بدبو ہے کسی جگہ کہیں نگہت گل
 مٹی میں ملا ہوا ہے خاک کی تپلا
 ساچے میں ڈھلا ہوا ہو خاک کی تپلا
 دنیا والے بُری بھلی کہتے ہیں
 ہم تو اسے یار کی گلی کہتے ہیں
 مرم کے نجد میں نے جاپانی ہے
 یاں تک مجھ تیری ہی کشش لانی ہے
 آ، اے مرے منہ چھپا نیوالے آجا
 خلوت ہے شبِ تار ہے تنہائی ہے

پیوند نمبر ۲۰ ترقی در منزل

فریادِ مری تا بہ فلک جاتی ہو
 ہر آہ میں واہ کی صدا آتی ہے
 یاد اس کی فقط شکستہ دل کرتا ہے
 یہ جامِ عجب ہو ٹوٹ کر بھرتا ہے
 ہے موجِ کرمِ اشک کی طغیانی میں
 کھلتا ہے کنولِ دل کا اسی پانی میں
 میر و نانا سے بہت پیارا ہے
 ہر قطرہ اشک آنکھ کا تارا ہے

خود مل گیا خاک میں ملا کر مچھلو کیا فتح ہوئی شکست پا کر مچھلو

رنگ میں جھنک

پیوند نمبر ۲۱

موزوں نہیں کر نغمہ تو فریاد ہی کچھ بھول گیا ہوں میں یہی یاد،
 جب زینت دنیا سے مرا کھر بھر جا جب حرص ہو اکی می سے سا بھر جا
 اجاب بھی ہوں لطف کا سا بان بھی ہو جب عطر بھی ہو، ڈلی بھی ہو، پان بھی ہو
 وچسپ فضا ہو چاندنی رات بھی ہو اک ماہ حبس کے ہاتھ میں ہاتھ بھی ہو
 جب ناچ بھی ہو، راک بھی ہو، رنگ بھی ہو روئی بھی ہو، چقماق بھی ہو، سنگ بھی ہو
 جب اڑتے ہیں، قہقہے اک تال کھٹیا جب طبلے پڑ رہے ہوں قوال کے ہاتھ
 جب ہے دل مردہ شاد ماں ہو جا جب گھر مرا کشت زعفران ہو جا
 جب مجھ کو یہاں کے خزانے مل جائیں سارے عالم کے کارخانے مل جائیں
 جب ہو خیال، خاک پر کون چلے ہو سونے کی اینٹ میرے قدموں کے تلے
 قدموں کا نشان نقشِ تسخیر ہے جب ہاتھ میں خاک لوں تو اکسیر ہے

میں سونے کی اشرفی کو پانی پھول
 فرشِ محل کو محض کالی سمجھوں
 جہتِ لوں کی سیج پر مجھے بند نہ
 جب میرا دماغ عرشِ اعلیٰ پر جا
 بدست کو کر دے باخبر اے مولیٰ
 بس یاد دلا دے اس قدر اے مولیٰ

بس اتنے ہی نشہ میں یہاں چور ہے تو

اصلی آرام سے ابھی دور ہے تو

جب ٹوٹ پڑے پیارِ غم کا سر پر (۲)
 باقی رہے زورِ جب زورِ زور پر
 اُسوقت کہ رہنما ہی رہ زن ہو جا
 اُسوقت کہ حاصلِ دستِ دشمن ہو جا
 تنکے کا غریب کو سہارا نہ ملے
 ظلمتِ کدُ دھرم میں تارِ نہ ملے
 اعصابِ حصارِ کرب میں گھبرا
 اُسوقت کہ غم سے پتلیاں پھریں
 تکلیفِ اجل یاد دلا دے مجھ کو
 حرفِ لحد و حشر سنا دے مجھ کو

جب جل اٹھے غم سے تن کا ذرہ ذرا

قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا

کہو، کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ تیز ہے۔

پیوند ۲۲

مَدَن دِن دِن بِنَدِ لَکِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَا

کامل نہ جہالت ہے نہ آگاہی ہے کجکوں گدائی نہ سر شاہی ہے

سر دھانکتا ہوں تو پاؤں کھلاتا ہوں کیا جامہ زندگی کی کوتاہی ہے

لا علمی کی زیست موت سے بدتر ہے ہر سانس میں اک چھپا ہوا خنجر ہے

سائچے میں اجل کے ہر گھڑی ڈھلکتی باہی دن رات یہ شمع زندگی جلتی ہے

ہے وجہ حیات آمد و رفت نفس یا عمر کے حلق پر چھری چلتی ہے

ہر وقت دل ستمزدہ طوف میں ہے اک پاؤں اُمید میں ہے اک خوف میں ہے

ہم ٹوٹ ہی سکتے ہیں نہ جڑ سکتے ہیں گر سکتے ہیں اکبار نہ اڑ سکتے ہیں

اس دو عالمی میں زندگانی ہے تباہ لب پر بھی لَا اِلٰهَ کبھی لَا اِلٰهَ

منزل ہی نہیں یہاں مسافر کیلئے یاں شاخ نشیمن نہیں طائر کیلئے

کہتا ہے ہر اک مقام آگے بڑھئے کھجئے نہ کہیں قیام آگے بڑھئے

ہر بزم طرب سے دل شکستہ نکلا ہر محفل سے کمال خستہ نکلا

منزل ہی نہیں یہاں مسافر کیلئے

مانند ہوا فضا میں آوارہ ہوں

آسان ہے بندے سے کرامت ہونا

ہر آن چلا جاتا ہے ہنسنا رونا

میں سوں سرور و درد مندی میں

بیداری و خواب میں مذہب ہوں

منزل نہیں معلوم مگر چلتا ہوں

دل سینے میں ہے سببِ دل جاتا ہے

ہر دم کروٹ دل تپاں لیتا ہے

سو تا ہوں تو چپکے سے جگا دیتا ہے

ہنستے کو رلا دیتا ہے چپکی لے کر

اسکی میری موافقت مشکل ہے

ہے جس کا کمال کل یوم ھو فی نشا

سمجھتا تھا جسے مقامِ رشتہ نکلا

ضدی نیچے کا گویا گہوارہ ہوں

لیکن مشکل ہے استقامت ہونا

ممکن ہی نہیں ہے ایک کروٹ سونا

مجموعہ پستی و بلندی ہوں میں

موت اور حیات سے مرکب ہوں میں

قالب کی خبر نہیں مگر ڈھلتا ہوں

چپکے سے کلیجہ کوئی مل جاتا ہے

یہ کون جگر میں چپکیاں لیتا ہے

جب جاگ اٹھتا ہوں پھر سلا دیتا ہے

روتا ہوں تو پھر ہنس کے ہنسا دیتا ہے

عبد اور رب میں متناسبت مشکل ہے

ایسے مالک کی عبدیت مشکل ہے

شکوہ اس کے غضب کا کرتا بھی ہو
سانس میں بھی دم اس کا بھرتا بھی ہو
مالک میں مے نہر بھی ہے قہر بھی
مرا بھی ہوں سپہ اس سے ڈرتا بھی ہو

پیوند نمبر ۲۳

روح و جسم

تخصیص کے اعتبار نے عاقل کیا
اس نام نے مجھ کو خوب نام کیا
ہے نام کے ساتھ ساتھ نام بھی
اظہار میں خستگی کئے ہے خامی بھی
جو خاک نقش رہا وہ انسان ہوا
سمجھا جو آنا کو خیر شیطان ہوا
گوشِ حسی میں ہے فنا کی آواز
اس جسم کے دم سو ہے آنا کی آواز
کس واسطے مشیتِ خاک میں دم آیا
جبری سانسوں سے ناک میں دم آیا
تاریکی میں ہوں ہر آن مردے کی طرح
ہے مرقدن میں جان مردے کی طرح
یوسف ہو اگر جان تو زندان ہو
رحمان ہے اگر روح تو شیطان ہو
سیج یہ ہو کہ وجہ رو سیاہی ہو
یونس ہے اگر جان تو ماہی ہے بدن
اب میرے بنائے تو نہیں کچھ منتنا
اقرار ہو لا الہ الا انت

ہیں جسم کے یہ حدود و ظلمت کا سبب
ہے ارض و سما میں نور ہی نور تمام
ہاں روح کی جسم سے بڑی باری
ہے عارض جاں پہ ماویت کی نقاب

ہر ایک مرا نمود ظلمت کا سبب
ہے صرف مرا وجود ظلمت کا سبب
اس حقتہ نے بیدار کی رہ ماری
ہے شاہد باقی یہ فنا کی جلا

بیدا وہ صیاد و کمربستہ ہے رباعی
کس طرح نخل سکوں کم، در بستہ ہے

کہدے کوئی میرے مصفیوں کو فرا
اک طائر اوج سدرہ پر بستہ ہے

کس حرم پہ دیکھی ہے اس کو تغیر
کیوں جان کے پاؤں میں ہے تن کی زنجیر

رکھا اس تن نے یار سے دور مجھے
اس قلعہ نے کر لیا ہے محصور مجھے

بر باد کیا ہوائے نفسانی نے
مٹی میں ملایا، پیکر فانی نے

ہر وقت رک گلو یہ خنجر کیوں ہے
فردوس کے دروازہ پہ زور کیوں ہے

ہے مانع دید جسم پر دابن کر
تن دل میں کھٹکے ہاں کانٹا بن کر

سوزن ہو تمام جسم پر، موبن کر رباعی
تلوار کھینچی ہوئی ہے ابرو بن کر

کس طرح بچاؤں جان اپنی ان سے
اعضا لپٹے ہیں سانپ کھپو بن کر

نفس وہ زخم ہے کہ بھرتا ہی نہیں
 یہ اقتضا جہانی

چلتا ہوں تو سامنے پہاڑ اٹا ہے
 مایوسی میں ابد کے رہ جاتا ہوں

تن اسد و حبیب بن کر آیا
 تیرے قدموں پہ سر کرے میں دیکھوں؟

صورتی تک ہی ہیں میری آنکھیں
 تیرے چہرے پہ میری آنکھوں کی نظر

فانی کو ترے حضور میں پیش کروں
 باقی سے ملوں فنا کی صورت لیکر

اے مادیت سے دور! تو ہی فرما

میں بیچ میں فصل ہوں تماشائو یہ

سرتا قدم ایک تماشائوں میں

سنگ مقصود ہے ہستی میری

سرس کا ہزار کچلو مرتا ہی نہیں

جب دیکھتے تبت پردہ اڑاتا ہے
 سیلاب میں حسرتوں کے بہہ جاتا ہوں

یہ جسم مرا قیب بن کر آیا
 تجھ کو یہ جسم مس کرے میں دیکھوں؟

جلوے سے چمکے ہی ہیں میری آنکھیں

آنکھوں میں کھٹکے ہی ہیں میری آنکھیں

ظلمتِ بار نور میں پیش کروں

رب الغرت کے آگے، ذلت لیکر

آؤں ترے پاس مادیت لیکر

خود مانع وصل ہوں تماشائو یہ

معلوم نہیں کون ہوں اور کیا ہوں

اپنی صورت پہ آپ پروا ہوں

خود اپنی ہی دریافت سے یا پھر ^{ہوں} ربا ہی حیرت سے کہ خود سے غیر مانو ہوں میں
 ہر چند خواہ اس نے بہت سرمارا
 کیا سے کیا ہو گیا ہوں حیرت سے
 اس جسم کو کس طرح مٹا دوں یا
 کس طرح میں آپ کو ٹولوں یا
 مخفی ہو تعین ہی میں اطلاق کا راز
 میں آپ میں کھو گیا ہوں حیرت سے
 اس فتنہ کو کس طرح سلا دوں یا
 کیونکر ہستی سے ہاتھ دھولوں یا
 کیونکر گرہ وجود کھولوں یا

جواب

اس میں کو مٹا کے میری جان تو
 منہ موڑ لے قضا کے نفسانی سے
 اس حد سے نکل کہ غیر محدود تو
 بس ایک صد اسنادِ اِلَّا اللہ کی
 ہے وجہ بقا پیکر فانی کی فنا
 ہے ابر کی تہ میں ماہ طلعت بھی
 ہو کہہ کے ہوئے نفس کو چھو کر
 اخلاص نہ جوڑ، دشمن جانی سے
 بت مادیت کا نور محمود ہے تو
 اک ضرب اس پر لگا دے اِلَّا اللہ کی
 جب نفی کی نفی کی تو اثبات ہوا
 مورت میں چھپی ہوئی ہی صورت بھی

دم سادھے ہوئے رباب میں راک بھی ہے
 اس مادیت کے سنگ میں راک بھی ہے
 یہ خشک شجر سرسہی تھا پہلے
 یہ راکھ کا ڈھیر راک ہی تھا پہلے
 سپی میں نہاں ہے گوہر کیا بھی
 پوشیدہ اسی جھاک میں ہے دیر بھی
 ہے یادہ کوثر اسی پیمانے میں
 کنر مخفی دبا ہے ویرانے میں
 جو نظروں سے دوری وہ ہی عمر بھی
 ہے پردہ لا الہ میں الا اللہ بھی
 انا میں کتنے نہیں ہے اللہ کے ساتھ
 تکلیف سفر نہیں ہے ہمراہ کے ساتھ
 آئینہ ہے پر حجاب شاغل کیلئے
 وہی ہے ہر اک شکل عامل کیلئے

رَاعِیَات

اس آبر کی تہ میں برق خنداں بھی ہے
 یہ گوشہ تنگ محشر ستاں بھی ہے
 بجلی سی بھری ہوئی ہے اسکے اندر
 یہ تن کا پہاڑ، آتش افشاں بھی ہے
 بچپن ہی کے پہلو میں جوانی بھی تو ہے
 باقی ہی کے آغوش میں فانی بھی تو ہے
 سمجھے ہو غلط روح جدا جسم جدا
 جو برف کی شکل ہے وہ پانی بھی تو ہے
 اس جسم کی کچلی میں اک ناک بھی ہے
 آواز شکستہ دل میں اک راک بھی ہے

بیکار نہیں بنا ہے اک تنکا بھی خاموش دیاسلانی میں آگ بھی

دلبر دل بقرار میں نہیں ہے رباعی آئینہ اسی غبار میں نہیں ہے
ہے شاہ نور پردہ ظلمت میں بجلی بجلی کے تار میں نہیں ہے

تو خاص موز حق کا بچینہ ہے اسرار سے لبریز تر ائینہ ہے

مرآۃ جمال پاک ہو روح لطیف یہ جسم تر روح کا آئینہ ہے

یہ سنگ نشان ہے منزل وحدت کا پیدائش ہوا کوئی پھر اس صورت کا

انسان جسے کہتے ہیں دنیا والے قد آدم ہے آئینہ قدرت کا

نورخ دل ستار بدل اندر دور مکنوں بدیدہائے تریجو

در قالب خاک مست ضد وہ پاک اے تیرہ دروں شرر بجا کتنے جو

میدان عمل میں گامزن ہو حرکت نورشید سکوں کی اک کرن ہو حرکت

ہوتی نہیں ابتدا ساکن اتحاد ہر جان مثال حرف تن ہو حرکت



غ

غم ہے ترا تیری یاد کا اس دل میں
 آتا جاتا ہی بار بار اس دل میں
 غم آ کے تری یاد دلاتا ہے مجھے
 چپکے سے تری طرف بلاتا ہے مجھے
 ہر میں میں اک نیا مڑہ پاتا ہوں
 ہر آہ کے ساتھ ہو بھی کہتا ہوں
 غم کے پردہ میں تو نظر آتا ہے
 جلتی ہوئی شاخ میں مڑ آتا ہے
 ہے زخم جگر میں تیری فستی صورت
 ہر چوٹ کے ساتھ تو ابھرتا ہے
 ہے حال مرا برا بہت اچھا ہے
 جب تو ہے شریک غم تو پھر غم کیا ہے
 یہ درد تو، خضرِ منما ہے میرا
 غم رہ رہ کر ہاں ہے میں مانتا ہوں
 از پا افتادگی، عصا ہے میرا
 ہے بخ کی تہ میں گنج چھپتا ہوں
 غم میں مری بہتری ہے میں جانتا ہوں
 لیکن اس دل میں صبر کی تابی نہیں
 ہے عسکر کے ساتھ نیر میں جانتا ہوں
 کس طرح دل نرم بہ پتھر رکھوں
 اس کو ہر جاں میں ضبط کی آبی نہیں
 سونے کی چھری سینے میں نہ کر رکھوں

تیرا یہی کہ سینے سے لگائے نہ بنے
وہ سنگ گراں ہے کہ اٹھائے نہ بنے
دل میں تیری یاد گار کیوں کر رکھوں
کس طرح رگ گلو نہ خیر رکھوں
اک چہرے میں شورالاماں اٹھتا ہے
ہر سانس کے ساتھ اک دھواں اٹھتا ہے
جل جل کے جل میں خون گھٹ جاتا ہے
کھینچتی ہیں رگیں دماغ پھٹ جاتا ہے
غم کے پیرہ میں اجل آتی ہے
اک پھونک میں شمع عقل بجھ جاتی ہے
غم کی شدت سے دل نگھل جاتا ہے
تکلیف میں حم کون فرماتا ہے
صبر طاقت کا منکا ڈھل جاتا ہے
آنکھوں کے تلے اندھیرا آ جاتا ہے
آسو بھی تو آنکھ میں نہیں آتا ہے
تکلیف میں ڈالتا ہے کیوں غم دیکر
جب غم آتا ہے دم نکل جاتا ہے
خطرے کے خطرے سے بچھڑ تو کرے
اپریشن کر، کلو را فارم دیکر
غم کے ہمرہ سکون بھی سمجھا دے
اس جزو خیر کو بخیر تو کرے
اے جملہ نشین! ذرا اٹھ دے پروں
ہر ظاہر کا بطون بھی سمجھا دے
ہر ذرہ میں شان کبریائی دیکھو
اس جزو خیر کو بخیر تو کرے
رباعی و امان نظر تجلیوں سے بھر دے
اس چھوٹی سی آنکھ کو کلابیں کر دے

راز حکمت سے سینہ بھر دے پہلے
 اسرار سے باخبر تو کر دے پہلے
 خواہش یہ ہیں کہ دردِ خصیت ہو جائے
 یہ فکر نہیں کہ دوزِ رحمت ہو جائے
 اے رب مجھے صبر دے اگر یہ بھی نہیں
 پھر صبری صبرِ عنایت ہو جائے
 میں یہ نہیں کہتا کہ نہ دے غم مجھ کو
 دے رخ کے ساتھ قلبِ محکم مجھ کو
 مولا! مجھے تکلیف میں لذت مل جائے
 حکمت کی ہوائ سے غنچہ دل کھل جائے

جواب

لا علمی کے باعث ہی وجہ و تکلیف
 تے تنگی دل وجہ نمود تکلیف
 ہے دردِ عالم تری حماقت کا اثر
 تکلیف ہے یہ تری جہالت کا اثر
 کیوں علم کو فرض کر دیا تھا ہم نے؟
 کیوں روزِ رازِ دل عہد لیا تھا ہم نے؟
 کس واسطے قرآن اتارا ہم نے؟
 کیوں راز کیا سب آشکارا ہم نے؟
 تیرے لئے میرے بندے بس تیرے لئے
 ہر چیز ترے لئے ہی تو میرے لئے
 افسوس تو اپنے فرض کو بھول گیا
 نادان ہوائے نفس سے بھول گیا
 کب تو نے تلاشِ علم کی مرو
 کب تو نے کہا تھا رب زدنی علما

ہاں فلسفہ غم کو سمجھ لے پہلے
 بننا ہے تو دیکھ غم میں غم کی صورت
 غم کے اندر سرور کا پودا ہے

ہے رحمت حق نشیت و پناہ منعموم

گر عرش کو زلزلہ ہو، حیرت کیا ہے

زلفِ پچاں کی لہر میں ناک بھی ہے

ہو دل شکن ستارِ مضرب کی ضرب

دلبرِ دل مضطرب میں نظر آئے گا

ممکن ہے کہ درد ہی دوا ہو جائے

سرمائے زندگی ہے کھونے کیلئے

بے وجہ نہیں ہے سکرۃ الموت

کی جاتی ہو گدگد می ہنسائے کیلئے

ہے گرجہ گراں بارِ حمل کی صورت

اس معنی مبہم کو سمجھ لے پہلے

ہے قالبِ معیت میں ارم کی صورت

خاک کی گملے میں نور کا پودا ہے

آغوشِ خدا ہے خواب گاہِ منعموم

اللہ ہے منتہائے آہِ منعموم

دوداؤ غریب میں آگ بھی ہے

ہر چوٹ کیساتھ ساتھ اک رک بھی ہے

یہ زخمِ جگر رنگ کبھی لائے گا

دلِ خون تو ہو مشک بھی ہو جائے گا

سب جاگ رہے ہیں صرف سونے کیلئے

پیتے ہیں شرابِ مست ہونے کیلئے

ڈھاتے ہیں مکانِ نیا بنانے کیلئے

دھو دیتی ہو غم آج کا کل کی صورت

غم آئینہ جاں کیلئے صیقل ہے
 تفصیل ہے رخ کی خوشی کی صورت
 ہر قطرہ اشک راگو ہر گمبند
 کس چیز شکستہ را نہ گیر و باسیج
 جز سوز و گدازے دل سوزاں ^{مطلب}
 خود درود و دعا علت دروئی است
 نہ نامہ قرآن کو الم سمجھا ہے
 ہے غم کا وجود بھی مسرت کیلئے
 صحت کا مزا ملتا ہے آزار کے ^{بعد}
 ہے نور کا اشتداد و ظلمت کا ^{سبب}
 ہوتا نہ اگر غم تو خوشی کیا ہوتی
 شادی کی مسرت دل ناشاد سے
 جو دل ہے خدا ترس تھاں رہتا ہے

یہ رخ نہیں مسرت محل ہے
 ہے دل شکنی میں دل کشی کی صورت
 ایں دیدہ تر بجام کوثر گمبند
 اما دل شکستہ گراں تر گیرند
 جمعیت دل دل پریشاں ^{مطلب}
 چوں درو نصیب تست ^{مطلب} مال
 تمہید خوشی ہو جسکو غم سمجھا ہے
 ہے دار وئے تلخ صرف صحت کیلئے
 اقرار میں اک لطف ہے انکار کے ^{بعد}
 ہے تصفیہ زخم عفو نہ کا ^{سبب}
 سب سے جھکتے تو مسرتی کیا ہوتی
 ایشیا کی شناخت صرف خدا سے
 جو پانی ہے شفاف رواں رہتا ہے

ہے حرف سجا، کا یاد کرنا مشکل
مخفی ہے شجر جس میں وہ دانہ ہے
کیوں ڈر کے مراجعہ تا ہر نزدیک تو آ

اجمال کی پھر بعد میں ہوگی تفصیل
اسی کوئی بات قابل غور نہیں
جاہل نادان خوف سے کانٹ نہیں
مور کھجھے اتنی بھی تو پہچان نہیں
آزادی عقل کو جنوں سمجھا ہے

کر وہم کو دور اے خیالی بند
وامن درہائے معرفت سے بھر لے
دولت سے خوشامد نہ تعریف سے
چلتے ہوئے اک علاج غم بھی سب لے
لے صبر و صلوٰۃ سے اعانت ہرما

لیکن ہے یہی تو جان علم اے غافل
بیخ نہیں خوشی کا پیمانہ ہے
تو اس کے سیہ نقاب سے خوف نہ کھا

گردن تو جھکا دے صورت ایل
غم کیا ہے فقط وہم ہے کچھ اور یا
رسی تے سے کام کی ہے یہ سیانت نہیں
سایہ ہر تراجن نہیں شیطان نہیں
کیفیت قبض کو سکوں سمجھا ہے

باز چھ اطفال میں گورکھ دھند
شکی انسان! یقین پیدا کر لے
تخیل انسان کی صورت تکلیف سے
دو پھول مرے باغ کرم سے چین لے
اس عالم غم کا ہے عنایت ہر دم

تکلیف میں میرا نام تو لکے تو پوچھ
یا رب محمد کی صدائیکے تو دیکھ
بس دفع یہ سب جنوں ہو جائیگا
انشاء اللہ سکون ہو جائیگا

پیوند نمبر ۲۵

آواز

اپنے نعموں میں تیری لے سنتا ہوں
میں اپنی صدایہ آپ سر دھنتا ہوں
اپنی ہی صدائے مست ہو جاتا ہوں
اپنے افسوں سے آپ سو جاتا ہوں
تاعرش پہنختی ہے فغاں کی آواز
کس درجہ قوی ہے ناتواں کی آواز
اس کھوکھلی نے میں ہے غنا کی آواز
اتی ہے کہاں سے یہ آفا کی آواز
کس درجہ بھری صدائے چلائی ہے
کس بل پر یہ بابتی غنبت ڈھائی ہے
کیا جانئے کیا گزر رہی ہے دل پر
روتی ہے غریب بھکیاں لے کر
ہر وقت یہ کیوں آہ و فغاں کرتی ہو
جب دیکھئے تب یہ سسکیاں بھرتی ہو
کمنخت کی راگنی ہو دل کش کسی
اس ہیرم خشک میں یہ آتش کسی
کس کے منہ سے لگی ہوئی ہے یہ
کیا چیز ہے سوز، راگنی ہے کیا شے

یہ شعلہ ہر ایک کو جلا دیتا ہے ^{بہا} آواز کا فلسفہ الہی کیا ہے؟

آواز سمجھ ہی میں نہیں آتی ہے ^{آتی ہی کہاں سے اور کہاں جاتی تو}

ہے چار طرف اسی کے اعجاز کا غل ^{ہے سارے جہاں میں صرف آواز کا غل}

سارے عالم میں جان عالم ہے یہاں ^{کانے روئے کا جزو عظم ہے یہاں}

اس میں کوئی پوشیدہ حقیقت نہیں ^{آواز یہ زندگی کی صورت تو ہیں}

نغمہ کے ہر ایک سر پہ سر دھنتا ہوں ^{سُن ہو کے گل گلشن ہو چنتا ہوں}

آ آ آ کی آ رہی ہے آواز ^{دیکھا نہیں آنچھ سے مگر سنتا ہوں}

اس ہستی صامت کو سخن نے مارا ^{مجھ کو تو تری صدا گُن نے مارا}

مجھ میں ہے چھپی ہوئی کوئی شے ^{بہا} نغموں میں مرے ضرور ہے تیری

صورت سے تو آشنا نہیں آئیں ^{آواز کہیں سنی ہوئی ہے تیری}

پیوند نمبر ۲۶

من و تو

کیا عمر مری تمام بیکار گئی؟ ^{گئی گئی} کیا سب مری صبح و شام بیکار

کیا مفت گذر گئی جوانی میری

ہرگز نہیں ایسا تو نہیں ہو سکتا

ضائع ہوتا نہیں ہے اک تنکا بھی

باطل کا خیال ہی ہے سارا باطل

رشک گہر تیسیم ہے ہر ذرہ

خوشید بنا ہوا ہے ذرہ ذرہ

ذرہ ذرہ پہ افتدار اس کا ہے

جائیکا کہاں بھاگ کے بندہ اسکا

یادست ہوا میں بحر مواج ہو گیا

ہر چند نہیں ہے علم محتاج الیہ

جھوٹی ہر مری کہ لیکن توانی ساری

مومن ہے کہ بت پرست سب کا تو ہے

زیر اثر بطون ہر ایک ظاہر ہے

کیا فعل عبث تھی زندگانی میری

اس شہر میں کوئی کچھ نہیں کھو سکتا

بیکار نہیں بنا ہے اک ذرا بھی

حق یہ ہے کہ مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا

زیر اثر حکیم ہے ہر ذرہ

حکمت میں ڈھلا ہوا ہر ذرہ ذرہ

ہر جزو پہ میرے اختیار اس کا ہے

رگ رگ میں پرا ہوا ہر چند اسکا

یا پنجہ شہباز میں دراج ہوں میں

اتنا تو ضرور ہے کہ محتاج ہو گیا

حی کے تابع ہے زندگانی ساری

ہاں ملہم ہر خور و تقویٰ تو ہے

ہر لمحہ زندگی پہ تو قادر ہے

ہے صحت بیمار دوا کا باطن یہ جلوہ فانی ہے بقا کا باطن
 جس طرح بطون ختم ہوتا ہے شجر یہ عالم ظاہر ہے خدا کا باطن
 تکلیف کبھی دی کبھی آرام دیا تو نے جو چاہا مجھ سے وہ کام لیا
 میں کیا کرتا تری مشیت کے سوا کیا کہہ سکتا تھا جان فانی کے سوا
 پابند خیال میری تقدیر رہی رہی آزاد ی یہ بھی پاؤں میں زنجیر رہی
 تھا جتنا خدا کا حکم کوشش کر لی تدبیر بھی وابستہ تقدیر رہی
 تقدیر سے کیا گلہ خدا کی مرضی رہی جو کچھ بھی ہوا، ہوا خدا کی مرضی
 آج ہر بات میں کہاں تک کیوں کیا ہر کیوں کی ہر انتہا خدا کی مرضی
 یہ نافرمانی کہ خون پی کیا ہے رہی اعجاز ہے، سحر ہے فسوں کی کیا ہے
 منہ موت بند کر دیا آخر کار ہم کہتے ہی رہ گئے کیوں کی کیا ہے
 میری فطرت میں بندگی ہی تیری کٹھ پتلی کی طرح زندگی ہے میری
 معلوم ہے سب تجھے کہ میں کیسا ہوں تو نے جیسا بنا دیا ویسا ہوں
 معلوم ہے تجھے کو سارا قصہ میرا مجھ میں کچھ بھی نہیں ہے حصہ میرا

معدوم کو موجود کیا ہے تو نے
جامہ تیرا ہے رنگ بھی تیرا ہے
اک قطرہ خون بھی تو نہیں ہے میرا
ہے روح کے بال و پر میں پڑا تر

در دھڑ من از وجود تو موجودم

ہر آخر کی ہے انتہا اول پر
تین کے دھوکے میں میں ہوں گنا
بجنا ہوتا اور مضرب نہو
میں ہو ہی نہیں سکتا، نہ ہو تو

نے ذات وجود سایہ نامکمل ہے

دیوار اگر گرے تو پایہ نکلے

افلاک ہو یا زمین مے ساتھ ہو تو

اس میں کے لباس میں نمایاں تو

پیرا ہن زندگی سیا ہے تو نے
تو نے مجھے سر پہ پاؤں تک گھیرا
ہر جزو بدن ہی میرا لے کل تیرا
اس آئین میں بھی آ رہی ہی آواز تر

گر من گویم زمین توئی مقصودم

ہر پیر کھڑا ہوا ہے جڑ کے بل پر
میں میں نہیں ہو سکتا نہ تو خست
پھیلی ہوئی چاندنی ہو مہتاب نہو
مکمل ہی نہیں حباب ہو آب نہو

دیوار بغیر پایہ نامکمل ہے

قطرہ کا جگر چریں تو دریا نکلے

میں جاؤں جہاں کہیں مے ساتھ ہو تو

اس پانچوں حواس میں نمایاں تو

ہر پیکر فانی میں بقا کی آواز ہے میری خودی میں بھی خدا کی آواز

اے جلوہ تو غیہ مکرر ہر راہی من نقطہ مشالم تو محیط اعظم

در عالم وصل نسبت فرق من تو کہہ تو کویم کہے بلویم کہ منم

ابن آدم میں آدمیت تو ہے واللہ کہ اس میں کی حقیقت ہے

ہر فعل کا میرے خاص نشاۃ ہے مانند لیل میں موعوں دعویٰ تو ہے

ثابت کرتی ہے تیرا ہونا ہر شے میں ہو کے نہیں موعوں تو ہو کر بھی ہے

کہنے کو زبان میں موعوں تقریب ہے تدبیر کی شکل میں موعوں تقدیر ہے

میں مثل سرب اور تو آب لطیف میں غم ایکے مانند ہوں تعبیر ہے

پیوند نبیؐ

وَلَعَزَّ مِنْ تَشَاءُ

میں اور ترا انتظا را اللہ اللہ میں اور کروں تجھ کو پیارا اللہ

یہ ہاتھ بڑھے ہیں صرف لینے کیلئے کیا چیز ہے میرے پاس دینے کیلئے

محتاج فقط دست دعا رکھتا ہے غربت کے سوا غریب کیا رکھتا ہے

غربت بھی ملی ہے سخت مشکل مجھے

غربت کو ترے لئے اٹھا رکھا ہے

ہے تجھ کو اگر پسند۔ لے بس اللہ

کا شانہ میں میرے تو توسیع مچ آیا

کس پیار سے میرے روبرو بیٹھ گیا

تو اور میرے جھونپڑے میں م لیتا ہے

پہنچا ہے سر عرش مفت میرا

ہے سارے جہاں کا سرمے قدموں

دل دوں یا جان دوں یا وعادوں

اک ہڈیہ ناچیز مرا، کر لے قبول

بیکس کی ہیں زندگی کے حال پھول

سکتے ہیں کھڑے ہیں سب مقرب تیرے

کوئی نفرت سے دیکھتا ہے مجھ کو

غربت کے عزیز، جان اور دل مجھے

تیرے لئے چلتی ہر الگا رکھا ہے

ہے تحفہ درد مند۔ لے بس اللہ

اللہ غنی۔ تو نے کرم فرمایا

اس خاک نشین کے ساتھ تو بیٹھ گیا

اب عرش بھی فرش کے قدم لیتا ہے

مرکز یہ ہوا ہے ختم چکر میرا

تیرے قدموں پر جیسے ہے میرا

کوئین کے بادشاہ کیا دوں تجھ کو

لے جان کے چنگیر سے ایمان کے پل

شاید تیرے ہار کے ہوں قابل پھول

مبہوت ہیں دیکھ کے مرانت تیرے

کوئی حیرت سے دیکھتا ہے مجھ کو

ہوں درہ و آفتاب اک جا کیا جو اک قطرہ میں ڈوبے دریا کیا جو
جسمِ کرمِ حلیم ہو جاتا ہے ابنِ آذرِ خلیل ہو جاتا ہے
ہر درہ پہ فصل کبریا ہوتا ہے رباعی اک چشمِ زدن میں کیا سے کیا ہوتا ہے
اصنامِ دبی زباں سے یہ کہتے ہیں وہ چاہے تو پھر بھی خدا ہوتا ہے

پیوند نمبر ۲۸
اِنَّا اَحْسَنُتُمْ لِنَفْسِكُمْ

مخفی ہے جماعت میں کرامتِ سیاری شیر اور شکر سے ہے علاوتِ سیاری
اک صرف اپنی خوشی نہیں ہو سکتی اک شخص کی زندگی نہیں ہو سکتی
ہمدردی غیر میں ہو راحتِ اپنی ہر شخص کی قسمت میں ہے شرکتِ اپنی
بھنگی بیمار ہو تو مشکل پڑ جائے دھوبی نہ اگر لائے تو کپڑا سڑ جائے
خط کون بنائے جب کہ نائی نہ ملے مچی نہ ملے تو زیرِ پانی نہ ملے
ہمدردی غیر میں ہے راحتِ اپنی ہر شخص کی قسمت میں ہے شرکتِ اپنی
معمار اگر نہ ہو تو گھر کون بنائے عشرتِ منزل کا بام و در کون بنائے

وہقان نہ تو کھیت کیونکر ہوگا

ہمدی غیر میں ہے راحت اپنی

چکی ہر فقیروں سے امیری ساری

خادم ہی سے ہے نام و نمود و مخدوم

ہمدی غیر میں ہے راحت اپنی

ہر ذرہ کے ہم ہیں زیر بار احسا

حیوان و نبات سب کے ممنون ہیں ہم

ہمدی غیر میں ہے راحت اپنی

بیماروں سے جان ہے لقمانی میں

مینخواروں کے دم سے ہے وجود و ساقی

ہمدی غیر میں ہے راحت اپنی

اپنا ہی وجود ہے یہ عالم سارا

آئینہ دھریں ہے رویت اپنی

جب کھیت نہ ہو، پیٹ پر تھر ہوگا

ہر شخص کی قسمت میں ہے شرکت اپنی

دنیا میں مریدوں سے ہے پیری ساری

خادم ہی کے دم سے ہے وجود و مخدوم

ہر شخص کی قسمت میں ہے شرکت اپنی

اک اک قطرہ ہے جو بار احسا

ممنون اگر نہیں تو مجنون ہیں ہم

ہر شخص کی قسمت میں ہے شرکت اپنی

پیاسوں ہی کے دم سے ہے پانی میں

تفصیل بہت ہے قس علیہ الباقی

ہر شخص کی قسمت میں ہے شرکت اپنی

اپنی ہی نمود ہے یہ عالم سارا

تھر کی بھی صورت میں ہے صورت اپنی

ہمد دی غیر میں ہے راحت اپنی
ہر شخص کی قسمت میں ہے راحت اپنی
ہمراہ کرم حسن عمل تلتا ہے
احسان میں باب لطف حق کھلتا ہے
ہمد دی غیر میں ہے اپنا بھی بھلا
کپڑا دھونے سے ہاتھ بھی دھلتا ہے

۲۹

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

پیوند نمبر ۳۰

ختم

اللَّهُمَّ ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا

عامی دربار نور میں آیا ہے

اس بندہ کی آخری دعا بھی سن لے

بیمار وجود کو شفا ہو جائے

پھیلی ہوئی زندگی سمٹ کر رہ جائے

وقف مردن ہو زندگانی میری

ہر جزو بدن تار نظر ہو جائے

یہ آئینہ بال کے دوہونے نہ پائے

محسوس حواس خمسہ واحد ہو جائے

قدموں میں تیرے پڑا رہے سر میرا

شرم عصیاں سے جھک گئی ہر گونہ

اب بندہ تیرے حضور میں آیا ہے

اس موزعہ کی صدا بھی سن لے

تو میری دعا کا مدعا ہو جائے

اس طول امل کا رشتہ کٹ کر رہ جائے

پیری سے بدل جائے جوانی میری

یہ خشک نہال بارور ہو جائے

دیکھوں جس سمت ایک جلوہ نظر آئے

نقش کون و فساد فاسد ہو جائے

ہو جائے ادائے عجز جو ہر میرا

تلوئے ترے ملتی رہیں میری آنکھیں
 ان بھولوں سے بھلتی رہیں میری آنکھیں
 سو جاؤں تو تیرا ہاتھ ہوسر کے تلے
 جب آنکھ کھلے ترے تبسم میں کھلے
 دنیا کے عمل میں دین پیدا کر دے
 شکی دل میں یقین پیدا کر دے
 سچے دل سے کروں عبادت تیری
 واپس کر دوں تجھے امانت تیری
 یہ کہہ کے بدن کھلے جان آگاہ
 سَمْعِیْ بَصَرِیْ دَمِیْ عِظَامِیْ لِلّٰہِ

میں ہوں کی صدا ہو منتھی یا ہو پر

ہو خاتمہ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ پر

لَبَّائِهُمُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ

فطرت پابند ننگ و ناموس نہیں

یاں نقش و نگار پرطاؤس نہیں

ہر اک پیوند دل کا ایک ٹکڑا ہے

اس خرقر میں کوئی تار سالوس نہیں

مَہَمَّہ



ALLAMA IQBAL LIBRARY



37448

**The Jammu & Kashmir
University Library,
Srinagar.**

1. Overdue charge of one *anna* per-day will be charged for each volume kept after the due date.
2. Borrowers will be held responsible for any damage done to the book while in their possession.



**ALLAMA
IQBAL LIBRARY**

UNIVERSITY OF KASHMIR

HELP TO KEEP THIS BOOK

FRESH AND CLEAN.